کے اعداد و شمار کے حساب سے میکبتھ خود صرف ۲۶ بار بولا ہے اور اس کے مکالموں کے الفاظ کی مجموعی تعداد ۸۷۸ ہے۔ جب کہ میکبتھ کا کردار شیکسپیر کے ڈراموں کے کرداروں میں سب سے زیادہ موثر، پیچیدہ اور کثیر الجہات کردار ہے۔

معروضیت کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ کردار اور واقعہ کا تعلق جتنا گہرا ہوگا معروضیت اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ یوں تو ارسطو نے بوطیقا میں المیہ سے بحث کرتے ہوئے اس بات پر خاصہ زور دیا ہے کردار کے زوال کا بنیادی سبب اس کی ذات کے باہر کا کوئی خارجی یا اتفاقی واقعہ نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اس کی اپنی ذات کا ایسا پہلو ہونا چاہئے جو شخصیت کے توازن کو درہم برہم کر کے المیہ کا سبب بنے۔

اس پہلو پر بریڈے نے شیکسپیر کے المیوں کے سلسلے میں بڑی خوبی سے بحث کی ہے۔ عام طور پر المیہ ڈراموں کے مرکزی کردار یعنی المیہ ہیرو شخصیت کے اعتبار سے عام شخصیتوں سے ممتاز اور عظیم نظر آتے ہیں۔ مثلاً میکبتھ اور ہیملٹ یا (انارکلی) لیکن ان عظیم شخصیتوں کے ساتھ یہ حادثہ رونما ہوتا ہے کہ کسی خاص محرک واقعہ کی بنا پر ان کی شخصیت میں مختلف اور متضاد عناصر کے درمیان پیدا کردہ توازن درہم برہم ہو جاتا ہے۔ مثلاً میکبتھ کے ہاں یہ توازن تین چڑیلوں کی پیش گوئی سے یا ہیملٹ کا توازن اس کے باپ کی روح کے سبب درہم برہم ہو جاتا ہے۔ شخصیت میں مختلف متضاد عناصر کے درمیان توازن قائم رکھنے والی قوت حسِ مزاح ہے۔ جو ایک طریقے سے Safety Valve یا نکاسی کے وسیلے کا کام دیتی ہے کیونکہ ہم انھیں حرکتوں یا باتوں یا کرداروں پر ہنستے ہیں جو مسلمہ طور اور طریقے سے ہٹکر ہوں اور جنہیں معمولی کے خلاف قرار دیا جاتا ہو۔ ہنسنے کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ جس پر ہنسا پڑی ہو اس سے ہماری کسی قسم کی ذاتی وابستگی نہ ہو۔ کسی موٹے آدمی کے اچانک کیلے کے چھلکے پر پھسل کر گر پڑنے سے ہمیں ہنسی تو آئے گی مگر صرف اسی وقت جب وہ ہمارا کوئی عزیز نہ ہو۔

اس طرح ڈرامے کا مطالعہ ایک بار پھر ہمیں جمالیاتی، فنی، فکری اور حسّیاتی وحدت کی طرف لے جاتا ہے جس کی کوئی ایک پرت نہیں ہوتی بلکہ کئی سطحیں ہوتی ہیں۔

پہلی سطح واقعاتی ہوتی ہے۔ جس میں طالب علم یا عام قاری صرف کسی ایک واقعے کی تکمیل یا عدم کی وحدت تلاش کرتا ہے اور کسی آویزش کی حل تک پہنچتا ہے۔

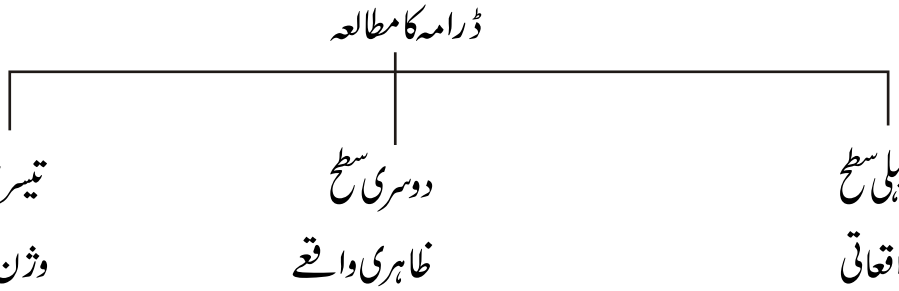

پہلی سطح میں ڈراما مقصد یا موضوع کا تابع نظر آتا ہے۔ دوسری سطح اس ظاہری واقعے یا آویزش سے آگے ہوتی ہے۔ جس میں اس دور کا مزاج اواس دور کی حسیت جلوہ گر ہوتی ہے۔ یہاں تاریخ ہی نہیں تخلیق اور تخیل بھی جلوہ دکھاتا ہے، تیسری سطح میں زندگی کی نئی بصیرت کو ڈرامہ نگار واقعات اور کردار کی مدد سے ظاہر کرتا ہے۔

اسٹیج ڈرامے کے زوال کے بعد فلم کا رواج ہوا۔ پہلے خاموش فلمیں رائج ہوئیں اور پھر آواز اور مکالموں والی فلمیں عام ہوگئیں۔ اس کے بعد ریڈیو آیا اور ریڈیو ڈرامے کامیاب ہوئے۔ اچھے لکھنے والوں کی بڑی تعداد نے نئی صنف کی طرف توجہ کی۔ اس کے کچھ سال بعد ٹیلی ویژن کا رواج ہوا اور ٹیلی ویژن پر بھی ڈراموں کی مقبولیت ہوئی۔ ڈرامے کو پڑھاتے وقت صرف اسٹیج ڈراموں کے علاوہ فلم، ریڈیو، ٹیلی وژن کے لئے لکھے ہوئے ڈراموں کو بھی نصاب میں شامل کرنا چاہئے۔

آخر میں چند الفاظ ڈرامے کے اسلوب کے بارے میں کہنے ضروری ہیں۔ ڈرامہ مدتوں تک نظم میں لکھے جاتے رہے۔ انیسویں صدی میں جب نثر کا فروغ ہوا تو نثر میں ڈرامے تصنیف ہونے لگے۔ بیسوی صدی میں ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ (T.S. Eliot) کے منظوم ڈراموں نے ایک بار پھر نظم کو ڈرامے کی زبان بنایا۔ ہندوستان اور پاکستان میں بھی ریڈیو کے رائج ہونے کے بعد منظوم ڈراموں کا پھر سے چلن ہوا۔ گو اُردو ڈرامے کی ابتدا منظوم ڈرامے ہی سے ہوئی تھی۔ لیکن نثر میں زیادہ بے تکلفی اور فطری انداز برقرار رہتا ہے۔ باوجود اس کے منظوم ڈرامے کے حامیوں کا خیال ہے کہ اگر شاعری بہترین الفاظ کی بہترین ترتیب کا نام ہے تو ڈرامے کو اس بہترین ترتیب سے کیوں محروم رکھا جائے۔ خصوصاً اس وقت جب اس کا دوسرے فنون لطیفہ سے گہرا تعلق ہے۔

۷ باب لسانیات اور صوتیات

VII - Linguistics and Phonetics

زبان کے باقاعدہ مطالعہ کو لسانیات یا علمِ زبان کہتے ہیں۔ زبان کا مطالعہ دو طریقوں سے ہوسکتا ہے۔

۱۔ زمانے کے ایک مخصوص نقطے میں اور یہ نقطہ زمانۂ حال کا ہوتا ہے۔

۲۔ تاریخ کی رو میں عہد بہ عہد ارتقا کو پیش نظر رکھ کر ایک زبان کا، ایک مخصوص منزل میں مطالعہ تجزیاتی لسانیات کہلاتا ہے اسے توضیحی لسانیات بھی کہا جاتا ہے۔ زبان کے مختلف اجزائے ترکیبی اور ان کے باہمی تعلقات کا مطالعہ کیجئے تو اس کو ساخت کا تجزیہ کہا جاسکتا ہے۔

زبان کے تاریخی ارتقاء کا مطالعہ تاریخی لسانیات کہلاتا ہے۔

تجزیاتی لسانیات نے زبان کے مختلف اجزائے ترکیبی کے مطالعے کے لئے ذیل کی شناختیں قرار دی ہیں:

۱۔ صوتیات **(Phonetics)**: اس میں اصوات کی زیادہ سے زیادہ نزاکتوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس میں تمام زبانوں کا مجموعی مطالعہ کیا جاتا ہے۔

۲۔ فونیمیات: اس میں کسی ایک زبان کی آوازوں (Phonemes) کا تعین کیا جاتا ہے۔

۳۔ علم صرف (Morphology): اس میں لفظ کی ساخت کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

۴۔ علم نحو۔(Syntax): اس کا موضوع کلام یعنی جملہ اور فقرہ ہے صرف اور نحو کو زبان کے قواعد کہا جاتا ہے۔

۵۔ معنیات (Semantics): اس میں لفظوں اور جملوں کے مفہوم سے بحث کی جاتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

۱۔ لسانیات سے کیا مراد ہے؟

۲۔ زبان کے مختلف اجزائے ترکیبی کیا ہیں؟

اردو کا صوتیاتی نظام:

۱۔ زبان میں آواز کی اہمیت:

زبان بنیادی طور پر آوازوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ قدرت نے انسان کے اعضائے نطق علاحدہ نہیں، بنائے

ہیں، بلکہ کام ودہن اورلب ودندان جوکھانے پینے اورسانس لینے کے کام میں لائے جاتے ہیں وہی اس کے اعضائے نطق بھی ہیں۔انسان اپنے اعضائے نطق سے بے شمار آوازیں نکالنے کی صلاحیت رکھتا ہےلیکن ترسیل وابلاغ کی خاطر وہ صرف چند آوازیں استعمال کرتا ہے جنہیں ہم کلامی آوازیں کہتے ہیں۔ ہرزبان کے بولنے والے اپنے ترسیلی مقصد کے لئے مخصوص کلامی آوازوں کا استعمال کرتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ایک لسانی گروہ جو کلامی آوازیں استعمال کرتا ہے دوسرا لسانی گروہ بھی استعمال کرے۔

ہرزبان کا ایک صوتی نظام ہوتا ہے جس میں آوازوں کی ترتیب سے ایسے مجموعے بنائے جاتے ہیں جنہیں ہم الفاظ کہتے ہیں۔روایتی قواعد میں جس کی بنیاد تحریری زبان پر ہے الفاظ کو''حروف کا مجموعہ'' قرار دیا جاتا ہے۔حالانکہ حرف ''آواز''' نہیں بلکہ تحریری علامت ہے۔زبان بولنے والے اور سننے والے کے درمیان رمزبندی (Coding)اوررمزکشائی(Decoding) کا دوہرا عمل ہوتا ہے۔زبان کے تحریری پہلو کی بھی بڑی اہمیت ہے۔تحریر کوزبان کی ثانوی رمزبندی(Secondary Coding) کہا جاتا ہے۔تحریر کے ذریعے زبان کواستحکام ملتا ہے۔

زبان تحریر سے بے نیاز ہوکر اپنا وجود قائم رکھ سکتی ہےلیکن تحریر کا زبان سے بے نیاز ہونا بے معنی سی بات ہے۔ تحریر کی ایجاد تہذیبی ارتقا میں بہت بعد کی منزل ہے اور آج بھی دنیا کے کئی علاقوں میں ایسی کئی بولیاں پائی جاتی ہیں جو ابھی تک تحریر سے نا آشنا ہیں اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ مطالعۂ زبان کے سلسلے میں زبان کوتحریر پر اولیت وفضیلت دونوں حاصل ہے۔

اردوصوتیے (Phonemes)

زبان کی طرح اردو کا بھی اپنا ایک صوتی نظام ہے۔اگر چہ اردو بنیادی طور پر ہندآریائی زبان ہےلیکن اس کا صوتی نظام دیگر ہندآریائی زبانوں سے مختلف ہے کیوں کہ فارسی سے گہرا اثر قبول کرنے کی وجہ سے اس نے کچھ ایسی کلامی آوازیں بھی قبول کرلی ہیں جو دیگر ہندآریائی زبانوں میں نہیں ملتیں۔

یہ طے کرنے کے لئے کہ کسی زبان میں کون کون سی آوازیں استعمال ہوتی ہیں یہ دیکھا جاتا ہے کہ فلاں آواز معنوں میں فرق پیدا کرنے کا کام دیتی ہے یانہیں۔اگراس آواز کی جگہ دوسری آواز استعمال کرنے سے معنی میں فرق پیدا ہوجائے تو یہ آوازاس زبان کے صوتی نظام میں شامل قرار دی جاتی ہےاوراصطلاح میں اسے زبان کا''صوتیہ

(Phoneme) کہتے ہیں۔

کسی زبان کے صوتیے معلوم کرنے کے لئے اس زبان سے الفاظ کے ایسے جوڑے (Pairs) منتخب کئے جاتے ہیں جن میں کم سے کم ایک کلامی آواز مختلف ہوتی ہے اور دونوں الفاظ الگ الگ معنوں پر دلالت کرتے ہیں۔الفاظ کے یہ جوڑے ''اقلی جوڑے'' (Minimal Pairs) کہلاتے ہیں کیوں کہ ان میں کم سے کم آوازیں ہوتی ہیں ۔مثلاً بل۔ پل۔ان میں/ ب/ ل) کی آواز مشترک ہے لیکن ابتدائی آوازیں مختلف ہیں۔ان الفاظ کے معنی بھی الگ الگ ہیں۔ پیشانی پر بل پڑتے ہیں پل نہیں۔ پل کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے بل میں نہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ ب اور پ ایسی دو مختلف آوازیں ہیں جن کو کسی لفظ میں ایک دوسرے کی جگہ استعمال کرنے سے معنی ہی بدل جاتے ہیں۔اس لئے اصطلاح میں ب اور پ اردو زبان کے صوتیے ہیں۔اسی بنیاد پر اردو زبان کے تمام صوتیوں کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

دنیا کی اکثر زبانوں کی طرح اردو میں بھی صوتیوں کی دو قسمیں ہیں:

(ا) مصوتہ

(2)مصمتہ

مصوتہ: مصوتے وہ اصوات ہیں جن کے ادا کرنے میں پھیپھڑوں سے خارج ہونے والی ہوا تنتریوں سے رگڑ کھا کر نکلتی ہے، پھر حلق سے باہر کسی رکاوٹ کے بغیر خارج ہوتی ہے۔

مصوتوں کی ادائیگی میں منہ کے کُھلنے ،زبان کے نیچے رہنے یا اوپر اٹھنے کی حالتیں مختلف رہتی ہیں۔

ان کیفیات کے لحاظ سے اردو مصوتوں کی درجہ بندی ذیل کے طریقے سے کی جاتی ہے۔

اگلے مصوتے:

(1) پست اونچا = ـِـ (I) جیسے ارادہ، سِتم

(2) اونچا = ـِـ ی (I) جیسے تین، عید

(3) متوسط = ـِـ ے (e) جیسے ایک، تیل

(4) جڑواں = ـَـ (ai) جیسے میدان، کیسا

(5) درمیانی مصوتہ = ـَـ (a) جیسے اَب، چَل

پچھلے مصوتے:

(1) پست اونچا گول = ـــُـــ (U) جیسے گُل، غُبار

(2) اونچا گول = ـــوٗـــ (U) جیسے پھول، دودھ

(3) متوسط گول = ـــُـــ و (o) جیسے گول، ڈور

(4) پست = آ (a) جیسے آج، لا

(5) جڑواں = ـــَـــ و (au) جیسے غور، قوم

اس طرح کے دس مصوتے ہیں۔ طوالت یا اختصار کے لحاظ سے ان کی درجہ بندی بہ طور ذیل کی جاسکتی ہے۔

چھوٹے مصوتے:

(i) ـــِـــ (a) ـــَـــ (u) ـــُـــ

(انہیں زیر۔ زبر۔ پیش بھی کہا جاتا ہے)

لمبے مصوتے:

ای (1) ـــُـــ لے (e) ـــــ ے (ai)

و، (U) ـــوٗـــ و (o) ، آ (a)

ـــَـــ (au)

ان مصوتوں کو ادا کرنے میں سانس ناک کی راہ سے خارج ہو تو انہیں ''نفی'' مصوتے کہا جاتا ہے جیسے

سنگار۔ کہیں۔ دائیں۔ لیں۔ میں

پھندنا۔ پھونک۔ گوند۔ جہاں۔ پونڈ

مصمتے:

مصمتے وہ صوتیے ہیں جو صامت یعنے گونگے ہوتے ہیں۔ کسی مصوتے کا سہارا ملنے پر وہ آواز دیتے ہیں۔ ہکار یا ہائیہ آوازوں (Aspirated Sounds) کو شامل کرلیا جائے تو اردو مصمتوں کی تعداد اکتالیس ہوتی ہے۔

ب۔ بھ۔ پ پھ ت تھ ٹ ٹھ

ج جھ چ چھ ح خ د دھ ڈ ڈھ

ر ز ژھ ز ژ س ش ع ف ق

ک کھ گ گھ ل لھ م مھ ن نھ و وھ ی

ان کے علاوہ چند حروف ہیں جو لکھے تو جاتے ہیں لیکن وہ اردو کے مصمتے نہیں ہیں۔

مصوتہ ہے ہمزہ کی آواز بھی /ا/ کی ہے۔ ع کی آواز کی طرح ادا کی جاتی ہے اس لئے وہ لکھا تو جاتا ہے لیکن اردو میں اس کی آواز /ا/ کی طرح ادا ہوتی ہے۔ ح کی آواز اردو میں /ہ/ سے ادا ہوتی ہے۔/ث/ اور/ص/ لکھے تو جاتے ہیں۔لیکن ان کی آواز/س/ کی طرح ادا ہوتی ہے۔ذ، ض، ظ کی آواز اردو میں/ز/ سے ادا ہوتی ہے۔ط کا اصل تلفظ اردو میں ادا نہیں ہوتا وہ/ت/ بولا جاتا ہے۔اس طرح ث، ح، ذ، ص، ط، ظ، ع، اردو میں تحریریں آتے ہیں۔لیکن وہ مصمتے نہیں ہیں۔

اردو میں مصمتوں کی مختلف لحاظ سے گروہ بندی کی جاتی ہے(۱) ہکار اور غیر ہکار (۲) مسموع اور غیر مسموع

ہکار وہ آوازیں ہیں جن کی ادائیگی میں /ہ/ کی کیفیت شامل ہوتی ہے جیسے

/بھ/، پھ/ٹھ/، جھ/، چھ/، دھ/، ڈھ/، ڑھ/، کھ/، گھ/، لھ/، مھ/، نھ/، وھ/۔

ان کے برخلاف

/ب/، /پ/، /ٹ/، ج/، چ/، د/، ڈ/، ڑ/س/، ش

/، غ/، ف/، ق/، ک/، گ/ ل/، م/، ن/، و/،

غیر ہکار مصمتے ہیں۔

ایک اور اعتبار سے مصمتوں کو مسموع اور غیر مسموع میں تقسیم کیا جاتا ہے۔مسموع وہ مصمتے ہیں جن کے ادا کرنے میں سانس باہر نکلتی ہے۔صوت تنتریاں زیادہ مرتعش ہوتی ہیں اور غیر مسموع مصمتوں میں سانس منھ کے اندر جاتی ہے اور صوت تنتریاں کم مرتعش ہوتی ہیں۔

اردو میں /ب/، /ٹ/، /ج/، /د/، /ر/، /ژ/، /ع/، /غ/، /اور/ی/

مسموع ہیں دیگر مصمتے غیر مسموع ہیں۔

مصمتوں کی گروہ بندی مخارج اور ادائیگی کے طرز کے اعتبار سے بھی کی جاتی ہے۔مخارج کی بنیاد پر مصمتوں کی

درجہ بندی اس طرح کی جاتی ہے:

(1) دولبی (جو دولبوں کے ملنے سے ادا ہوتے ہیں) /ب/ ۔/ بھ/ ۔/ پ/ ۔/ پھ/ ۔/م/ ۔/مھ/ ۔۔۔۔

(2) لب دندانی (ان کے ادا کرنے میں۔

اوپر کے دانت نچلے ہونٹ سے ملتے ہیں) ف۔ و۔ وھ۔

(3) دندانی (ان کے ادا کرنے میں زبان کی نوک اوپر کے مسوڑھوں یا دانتوں کے پیچھے لگتی ہے۔

ت، تھ، د، دھ

(4) لثوی (ان کی ادائیگی میں زبان کی نوک یا اگلا حصہ اوپر کے مسوڑوں سے ملتا ہے)

/ن/ ،/نھ/ ،/ل/ ،/لھ/ ،/ر/ ،/س/ ،/ز/۔

(5) کوز وہ مصمتے ہیں جن کو ادا کرنے میں زبان کی نوک تالو کی طرف مڑتی ہے

/ٹ/ ،/ٹھ/ ،/ڈ/ ،/ڈھ/ ،/ڑ/ ،/اور/ڑھ/۔

/ڑ/ اور/ڑھ/ کی ادائیگی میں زبان کی نوک تالو سے مس کھا کر نیچے گر جاتی ہے

(6) حفکی۔ ان مصمتوں کو ادا کرنے میں زبان کا اگلا حصہ تالو سے ملتا ہے۔/چ/ ،/چھ/ ،/ج/ ،/جھ/۔

(7) غشائی۔ ان مصمتوں کو ادا کرنے میں زبان کا پچھلا حصّہ تالو کے پیچھے

لگتا ہے۔/ک/ ،/کھ/ ،/گ/ ،رگھ/۔

(8) لہاتی۔ یہ مصمتہ لہات یا کوے کے قریب سے ادا ہوتا ہے۔/ق/۔

(9) خجروی۔ مصمتے/خ/ اور/غ/ خجرے سے نکلتے ہیں۔

(10) حلقی۔ مصمتہ/ہ/ حلق سے ادا ہوتا ہے۔

جدول نمبر(1)

اردو زبان کے مصمتے			تقسیم بہ لحاظ مخارج									
			دولبی	لب دندانی	دندانی	لثوی	کوز	تنکی	غشائی	لہاتی	خجروی	حلقی
بندشی	غیر مسموع	غیر ہکار	پ		ت		ٹ	چ	ک	ق		
		ہکار	پھ		تھ		ٹھ	چھ	کھ			
	مسموع	غیر ہکار	ب		د		ڈ	ج	گ			
		ہکار	بھ		دھ		ڈھ	جھ	گھ			
	مسموع	انفی	م (مھ)			ن (نھ)						
پہلوی	مسموع					ل (لھ)						
تھپک دار	مسموع	غیر ہکار					ڑ					
کوز		ہکار					ڑھ					
ارتعاشی	مسموع					ر						
صفیری	غیر مسموع			ف		س		ش			خ	و
	مسموع		و(وھ)			ز		ژ			غ	
نیم مصوتہ	مسموع							ی				

مصمتوں کی تقسیم ان کے طرزِ ادائیگی سے بھی کی جاتی ہے۔ یہ قسمیں حسب ذیل ہیں۔

(1) بندشی: ان مصمتوں کو ادا کرنے میں سانس منھ سے اس طرح خارج ہوتی ہے کہ اسے کسی مقام پر روک لیا جاتا ہے ۔پھر رکاوٹ دور ہوتی ہے اور ہلکے سے دھماکے کے ساتھ آواز نکلتی ہے ۔ /ب/، /بھ/، /پ/، /پھ/، /ت/، /تھ/، /ٹ/، /ٹھ/، /ج/، /جھ/، /ک/، /کھ/، /گ/، /گھ/، اور /ق/ بندشی مصمتے ہیں۔

/م/، /مھ/، /ن/، /نھ/ بھی بندشی مصمتے ہیں، جن کی ادائیگی میں ہوا منھ کے علاوہ ناک سے بھی خارج ہوتی ہے اسی لئے انہیں انفی مصمتے کہا جاتا ہے۔

(2) پہلوی۔/ل/ پہلوی مصمتہ ہے۔اس کی ادائیگی میں زبان کی نوک اوپر کے مسوڑے اور دانتوں کے پچھلے حصہ سے مل کر جھٹکے کے ساتھ الگ ہوتی ہے اور ہوا سامنے اور پہلوؤں سے خارج ہوتی ہے۔

(3) ارتعاشی مصمتہ/ر/کو ادا کرنے میں زبان کی نوک تھرتھراتی ہے۔

(4) صفیری مصمتے : ان مصمتوں کو ادا کرنے میں ہوا منھ سے رگڑ کے ساتھ نکلتی ہے ۔ /خ/، /ز/، /ژ/، /س/، /ش/، /غ/، /و/، /وھ/ اور /ہ/۔

(5) حلقی مصمتہ: /ہ/حلق سے ادا ہوتا ہے۔

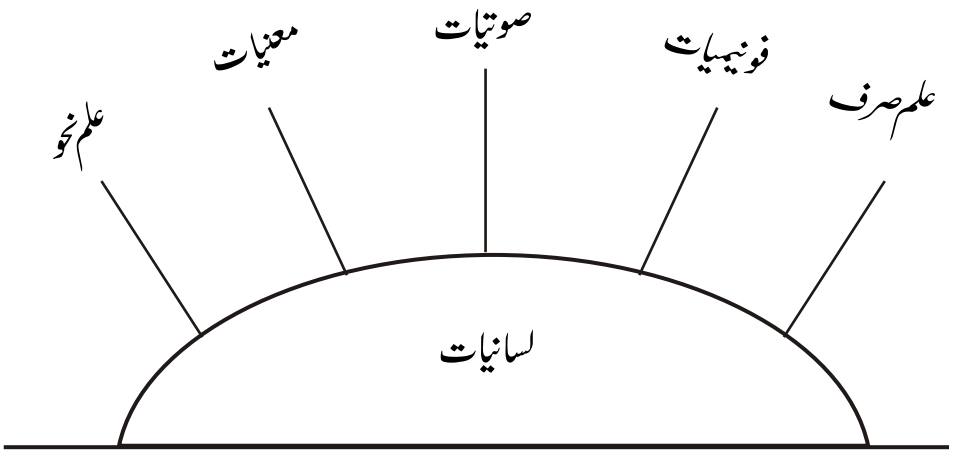

Activities-لسانیاتی و تعلیمی سرگرمیاں

لفظوں کی آنکھ مچولی

مقصد : لفظوں کے اجزاء سے دوسرے لفظ بنانا۔

ہدایت : اس عمارت میں مختلف الفاظ کی اینٹیں چُنی گئی ہیں۔ان میں بعض لفظ ایسے ہیں جن کا صرف پہلا حرف نکالنے سے ایک نیا لفظ بنتا ہے۔اور بعض الفاظ ایسے ہیں جن کا صرف آخری حرف الگ کرنے سے ایک نیا لفظ بنتا ہے۔ اس کھیل کو دو کھلاڑی کھیل سکتے ہیں۔ جو کھلاڑی لفظوں سے آنکھ مچولی کھیلتا ہوا نیچے سے اوپر گنبد تک پہلے پہنچے گا وہ جیت جائے گا۔کھلاڑی دو مختلف سمتوں سے کھیلیں

کھلاڑی: دو وقت : دس منٹ نمبر : ہر صحیح لفظ را ایک

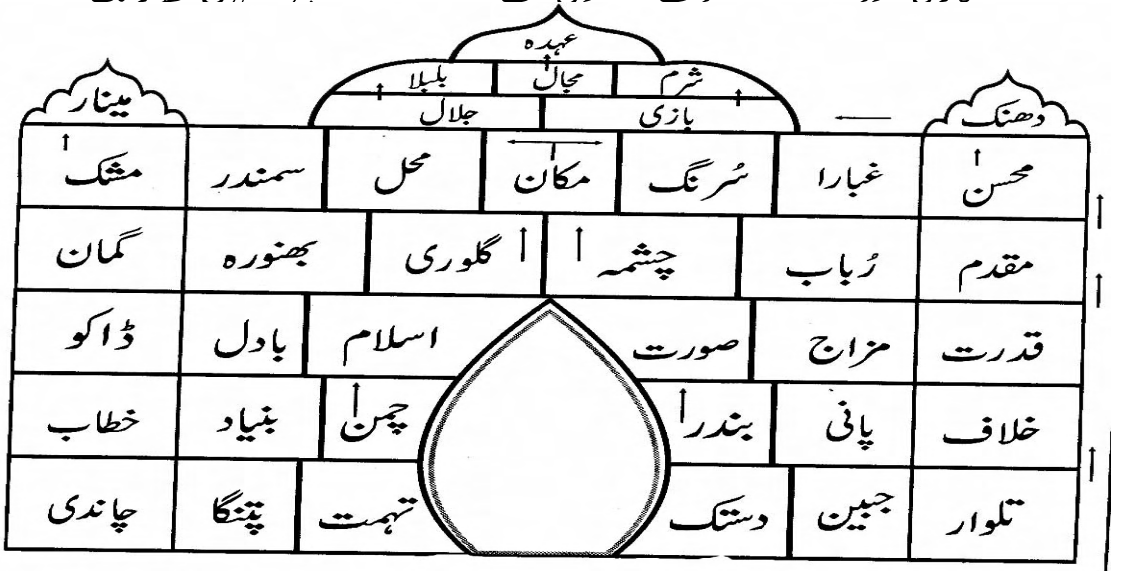

جواب:۔ پہلا کھلاڑی: دست بین تلوا خلا پان بند صور مزا

قدر قدم باب چشم کان رنگ غبار حسن

دھن باز شر جال عہد

دوسرا کھلاڑی: ہمت پتنگ چاند خطا بنیا من سلام باد

ڈاک مان بھنور لوری کان حل مندر شک

مینا لال بلبل جال عہد

آواز کا جادو

مقصد : اشاروں کی مدد سے ہم آواز الفاظ بنانا۔

ہدایت : ہر گملے میں دو پھول کھلے ہیں، ہر پھول کی ایک پتی میں ہم آواز حروف کی جگہ خالی ہے۔ جدول میں دیئے گئے الفاظ کے معنوں کی مناسبت سے خالی پتی پر ہم آواز حرف لکھ کر لفظ مکمل کیجئے۔

کھلاڑی : دو وقت : چھ منٹ نمبر : ہر صحیح لفظ پر ایک

کھلاڑی 1:

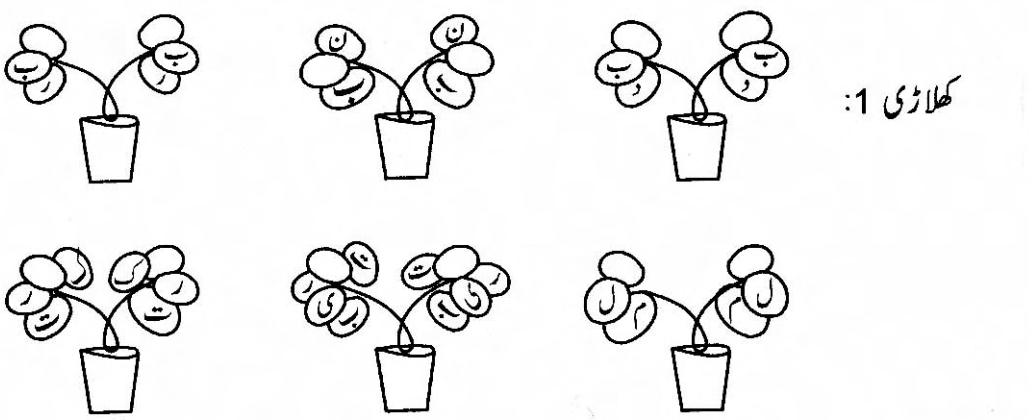

کھلاڑی 1:

بندہ	خاندان	پیغام	غم	بربادی	ورزش
ہمیشہ	گاڑنا	تربت	جھنڈا	جشن	زیادہ

کھلاڑی 2:

زمین	قاعدہ	حالت	دوست	ہمیشہ	اندیشہ
بیان	حاصل ہونا	کمرہ	کم	آواز	پانی کی بوند

کھلاڑی 2:

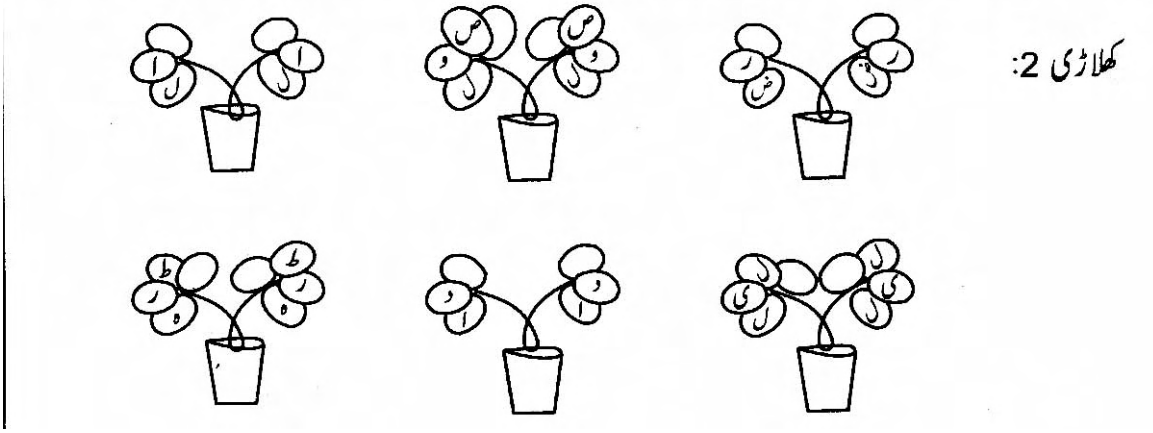

جواب: کھلاڑی 1: عبد، ابد نسب، نصب خبر، قبر الم، علم تخریب،تقریب کسرت،کثرت

کھلاڑی 2: ارض، عرض اصول،وصول حال،ہال خلیل، قلیل سدا، صدا خطرہ، قطرہ

بُرے پھنسے

مقصد : الفاظ کے معنوی فرق اور اعراب کی شناخت

ہدایت : اِن خانوں میں مختلف الفاظ درج ہیں۔ مثال کے مطابق موزوں الفاظ سے جملے مکمل کیجئے۔ غلطی کرنے کی صورت میں الفاظ کے جال میں پھنسنے کا ڈر ہے۔

کھلاڑی : دو وقت : چار منٹ نمبر : آٹھ

مثال : ظہیر نے اپنے دوست کو جال میں پھانسنے کی کوشش کی کیونکہ وہ ایک <u>جعل ساز</u> ہے۔

کھلاڑی 1 :

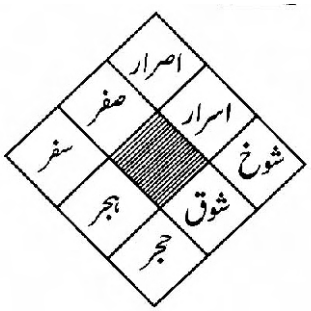

(1) وہ جاسوس..... جاننے کے لئے..... کرتا ہے۔

(2) اُس..... طبیعت لڑکی نے بے شمار..... پال رکھے ہیں۔

(3) عاشق کو..... کی راتوں میں کیا شجر کیا..... سب جاگتے محسوس ہوتے ہیں۔

(4) ماہِ ستمبر میں برفیلی وادیوں کا درجۂ حرارت..... ہو جاتا ہے۔ اور..... کے سارے ذرائع بند ہو جاتے ہیں۔

کھلاڑی 2 :

(1) اُس نے بہ مجبوری..... تو کر لی پر اس کا اُسے کوئی..... نہ ملا۔

(2) وہ سب کی..... بچا کر اپنی جان..... کرنے آیا تھا۔

(3) ..... وقدر کے مالک نے بہار اور..... جیسے موسم بنائے ہیں۔

(4) ..... کا..... بس اتنا تھا کہ انہوں نے اپنے داماد کو موٹی سی رقم دینے سے انکار کیا تھا۔

جواب: کھلاڑی: (1) اَسْرَارْ، اِصْرَارْ (2) شُوْخْ، شَوْقْ (3) ہِجْرْ، حَجَرْ (4) صِفَرْ، سَفَرْ

کھلاڑی: (1) صُلَحْ، صِلَہْ (2) نَظَرْ، نَذْرْ (3) قَضَا، خَزَاں (4) خُسْرْ، قُصُوْرُ

چہرہ در چہرہ

مقصد : ذو معنی الفاظ کی پہچان

ہدایت : اِس خاکے کے اندرونی دائروں میں درج شدہ الفاظ کے دو معنی جدول میں دیئے گئے ہیں۔ انہیں ڈھونڈ کر ہر لفظ کے خالی دائروں میں لکھیے۔

کھلاڑی : ایک وقت : سات منٹ نمبر : چودہ

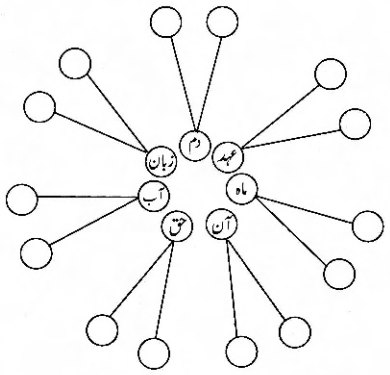

بولی	لمحہ	پانی	وقت	مہینہ	چمک	جیبھ
عزت	سانس	وعدہ	فرض	سچ	چاند	زمانہ

بولی لمحہ پانی وقت مہینہ چمک جیبھ

عزت سانس وعدہ فرض سچ چاند زمانہ

جواب: سانس، وقت وعدہ، زمانہ مہینہ، چاند لمحہ، عزت

سچ، فرض پانی، چمک جیبھ، بولی

واؤ کا رشتہ

مقصد : مرکب عطفی کی پہچان

ہدایت : دو دائروں میں مختلف الفاظ دیئے گئے ہیں۔ ’’ و ‘‘ کی مدد سے موزوں تراکیب بنا کر ذیل میں دی گئی عبارت کی خالی جگہوں کو پُر کیجئے۔

کھلاڑی: ایک وقت : دس منت نمبر: ہر صحیح ترکیب پر دو

مثال: عجیب وغریب

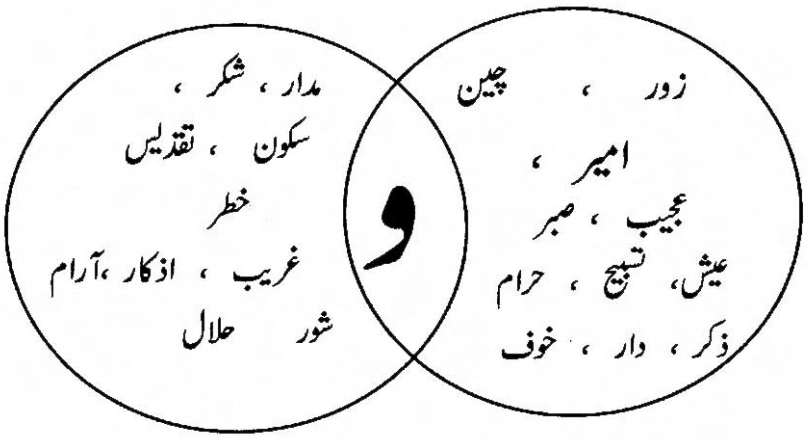

یہ جھنگر، پسو، مکھی اور مچھر بھی خدا کی..... مخلوق ہے۔ان کی بھنبھناہٹ سے انسان کا سکون چھن جاتا ہے۔کوئی مکھی کو ناک پر بیٹھنے نہیں دیتا تو کوئی مچھر کو بھگانے کے چکر میں اپنے گال پر خود ہی چپت لگاتا ہے ۔ مچھر .....سے یکساں سلوک کرتا ہے۔..... کی زندگی بسر کرنے والے بھی اس کالے بُھتنے سے پناہ مانگتے ہیں۔وہ ..... کمانے والوں میں تمیز نہیں کرتا کیونکہ اس کا ..... صحت مندوں کے خون پر ہوتا ہے۔ اسے انسانوں کا .....غارت کرنے میں مزا آتا ہے۔ وہ بلا..... ہر ایک کو نشانہ بناتا ہے۔ اِس چور کے ..... سے ڈاکہ ڈالنے کے باوجود بعض لوگ میٹھی نیند سے نہیں جاگتے ۔ کیونکہ ان غافل بندوں کو اس کی نیک خدمت کا احساس تک نہیں ہوتا۔اس کے .....کے ترانے ان پر اثر نہیں کرتے ۔ کیونکہ میٹھی نیند کو ترک کر کے یادالٰہی میں گم ہونا ان کے بس کی بات نہیں ہوتی ۔وہ اس میں ناکام ہوجاتے ہیں۔جبکہ خدا کے نیک بندے اس چھوٹے سے پرندے کا مدعا جان کر..... سے کام لیتے ہیں۔رات رات..... میں مصروف رہتے ہیں اور خدا کا شکر بجالاتے ہیں کہ اس نے ہر جاندار کو کسی نہ کسی خدمت پر مامور کیا ہے۔

جواب: عجیب وغریب امیر وغریب عیش وآرام

چین وسکون خوف وخطر زور وشور

حرام وحلال دار ومدار

تسبیح وتقدیس صبر وشکر ذکر واذکار

باب۔۸ بنیادی اوراعلیٰ صلاحیتیں

VIII - Basic and Higher Order Skills

اردوزبان کی ''بنیادی'' مہارتیں مندرجہ ذیل ہیں:

سُننا (سماعت) بولنا (گفتگو) پڑھنا (مطالعہ) اورلکھنا (تحریر)

ا۔سُننا (سماعت)

تمہید: قوتِ سماعت انسان کے لئے قدرت کا انمول تحفہ ہے۔انسان اپنے کانوں کے ذریعے مختلف آوازوں کو سنتا ہے۔ان آوازوں کو سننے کے فوری بعد اپنے ذہن میں ان کی ترتیب کا عمل انجام دیتا ہے۔اورنتائج کو واضح کرتا ہے ۔آواز کو سننے، انکی درجہ بندی کرنے ،تسلسل کے ساتھ ترتیب دینے، بامعنی اور مہمل آوازوں میں فرق کرنے اور مفہوم کو اخذ کرنے کا عمل ''سماعت کا عمل'' کہلاتا ہے۔سننے کا یہ عمل اکتساب اور حصول علم کے لئے اہم ترین بنیاد فراہم کرتا ہے۔

سننا ایک اہم لیکن دشوار صلاحیت ہے۔جس کو کبھی کبھی ہم اردو زبان کی باقاعدہ تدریس میں نظر انداز بھی کردیتے ہیں۔حالانکہ سماعت کی تدریس کے ذریعے اردو کے طلباء میں سننے کی صلاحیت کوفروغ دیا جاسکتا ہے۔جس کی مدد سے وہ اپنی زندگی میں بات چیت اور گفتگو کو بہتر طور پر سننے کے قابل بن سکتے ہیں۔موجودہ دور کی تحقیقات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ گفتگو اور سماعت کو شعوری، منظّم اور بہترین انداز میں فروغ دینا نہایت ضروری ہے۔صحت کے ساتھ بولنے کا دارومدار صحت کے ساتھ سننے پر ہے۔ بے دھیانی سے سننا، ان سنی کردینا، غلط سماعت وغیرہ سماعت کی خامیاں ہیں۔ان میں کچھ کا علاج موثر کونسلنگ کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے۔بعض دفعہ جسمانی کمزوری یا اعضاء کی خرابی کا علاج ڈاکٹر کی مدد سے کیا جاتا ہے۔مختلف ذرائع اور جانچ کے پیمانوں کے ذریعے سماعت کی مہارت کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے اور تدریجی انداز میں تعین قدر کرتے ہوئے سماعت کی مہارت میں اضافہ کے لئے مختلف تدابیر بھی اختیار کی جاسکتی ہیں۔

عمل سماعت کے اجزا:

سننے کے عمل کو بامقصد بنانے کے لئے مندرجہ ذیل اجزا کا ہونا لازمی ہے۔

دھیان: سننے کا اہم جُز دھیان دینا ہے توجہ کے بغیر عمل سماعت (سننا) نامکمل رہتا ہے توجہ کے ساتھ سنی جانے والی

بات سے ہی صحیح انداز میں لطف اندوز ہوا جا سکتا ہے۔

تلفظ: سننے کے دوران تلفظ پر دھیان نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ مطلب کو سمجھنے کے لئے تلفظ مددگار رہوتا ہے۔اس لئے بولنے والے کا تلفظ صاف اور صحیح ہونا چاہئے۔

جملوں کی ادائیگی: بولنے والے کے جملے کی ادائیگی پر توجہ بھی سُننے (سماعت) کا جزو ہے۔اس لئے کہ اگر اس پر دھیان نہ دیا جائے کہ بولنے والا دورانِ گفتگو کس جملہ پر کہاں رکتا ہے تو بعض اوقات جملوں کا مفہوم بالکل الٹ جاتا ہے۔

انداز بیان: بولنے کے مختلف انداز ہوتے ہیں۔لہذا موثر اور دلکش انداز میں بیان کریں۔

مفہوم کو اخذ کرنا: مطلب اور مفہوم کو اخذ کرنا سننے (سماعت) کا لازمی حصّہ ہے اس لئے ضرروری ہے کہ بات کو توجہ سے سنا جائے بلکہ اس کا صحیح تجزیہ کر کے مفہوم کو بھی اخذ کیا جائے تا کہ مناسب انداز میں لطف اندوز ہوا جا سکے۔

دلچسپی کا اظہار: انسان اسی بات کو غور سے سنتا ہے کہ جس میں اس کی دلچسپی ہوتی ہے۔اگر دلچسپی نہ ہو تو انسان کی سماعت منتشر رہتی ہے اور وہ باتوں کو سنکر محفوظ نہیں رکھ پاتا۔سننے والے کی دلچسپی کا اثر بولنے والے پر بھی ہوتا ہے۔

سننے (سماعت) کی خامیاں:

بنیادی طور پر سماعت کے عمل میں درج ذیل خامیاں پائی جاتی ہیں۔

بولنے والے کی طرف متوجہ نہ ہونا: مثلاً ''کیا آپ ذہنی طور پر موجود ہیں''

توجہ کا ہٹنا: جہاں توجہ ہٹی وہاں سے پیغام کی ترسیل منقطع ہو جاتی ہے۔مثال کے طور پر ''میں وہاں نہیں گیا تھا'' کو ''میں وہاں گیا تھا'' اور اگر بات کہی کچھ اور سنی کچھ تو اسے ''سماعت کی غلطی'' کہتے ہیں۔جس کی وجہ بات کا مفہوم بعض اوقات مکمل طور پر تبدیل ہو جاتا ہے۔

مثلاً کوئی پوچھے کہ ''آپ کا نام کیا ہے''، ''اور آپ جواب دیں کہ ''میں دستکاری کا کام کرتا ہوں''۔

اکثر غلط سماعت جسمانی کمزوری یا بہرہ پن وغیرہ کی وجہ سے ہوتی ہے اگر ترسیلی نظام صحیح نہ ہو تو بھی غلط سماعت کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔مثلاً اسپیکر کی خرابی یا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی کھڑکھراہٹ۔

سماعت کی خامیوں کا علاج:

ا۔توجہ کو برقرار رکھیں۔بٹنے نہ دیں۔

۲۔گفتگو کو دلچسپ، پرکشش بنائیں۔

۳۔متوازن آواز کے ساتھ مناسب اتار چڑھاؤ کے ساتھ گفتگو کی جائے۔

۴۔بولنے کی رفتار نہ تو بہت تیز ہو اور نہ ہی مدھم

۵۔ماحول پرسکون ہو۔

بعض اوقات جسمانی عیوب جیسے پیدائشی بہرہ پن، دماغ کے اس حصّے کا مجروح ہونا جو آواز کی شناخت کرتا ہے۔بعض وقت عمر کی زیادتی۔ان تمام صورتوں میں کونسلنگ ،تربیت، بہتر ماحول کی فراہمی اور طبی علاج ضروری ہوتا ہے۔

سننے کی صلاحیتوں کو فروغ دینا:

بیان : معلم اپنی بات کو موثر اور پرکشش انداز میں بیان کرے تا کہ طلباء سننے پر آمادہ ہوں۔موثر بیانیہ انداز میں واقعات،افراد، مناظر اور مقامات وغیرہ کی ہو بہو تصویر بچوں کے سامنے آجائے ۔بیان کرنے کے لئے موضوع کا انتخاب ،بچوں کی عمر اور ان کے فہم کے مطابق ہو۔آسان،موزوں اور عام فہم الفاظ کا انتخاب کرے، چاہے موضوع بہت زیادہ شوخ نہ بھی ہو۔

اندازِ بیان گرچہ بہت شوخ نہیں ہے

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

کہنا: کسی بھی بات کو اس کے مناسب ترین ڈھنگ سے کہنے میں اگر استاد مہارت رکھتا ہو تو اس سے بچوں کی سماعت کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔

وضاحت: بیان کرنے اور کہنے کے ساتھ ساتھ وضاحت کرنا بھی تدریس کا ایک طریقہ ہے۔مشکل بات کو مثالوں کے ذریعے واضح کرنا۔اس سے سننے کی مہارت فروغ پاتی ہے۔

سماعت کی موثر تدریس کے لئے درکار وسائل:

تدریس سماعت کو موثر بنانے اور طلباء میں سننے کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لئے ،تصاویر،تختہ سیاہ، چارٹس، دیدہ زیب نمونوں وغیرہ کا استعمال لازمی ہے۔علاوہ ازیں فلم، ویڈیو، ٹیلی ویژن، پروجیکٹر اور کمپیوٹر وغیرہ کا استعمال بھی

کیا جاسکتا ہے۔

چند اہم تدریسی وسائل درج ذیل ہیں:

حرکات وسکنات: مناسب سوالات، ہاتھوں سے اشارے اور مختلف جسم کی حرکات وسکنات سے بچوں کو متوجہ رکھا جائے۔

توازن: طلباء مختلف صلاحیت کے حامل ہوتے ہیں ۔ان طلبہ کے درمیان ربط اور توازن برقرار رکھنا چاہئے۔اس کے لئے مثالوں اور تشبیہات کا استعمال اور سمعی وبصری وسائل (Audio Visual Resources) کا بھی انتخاب کیا جاسکتا ہے۔

ماڈلس: موضوع کی مناسبت سے تیار کئے گئے ہوں۔جدید ہوں۔یہ بچوں کی توجہ کو معلم کی جانب مرکوز کردیتے ہیں۔

بلند خوانی: طلباء میں سننے کی مہارت کو ترقی دینے کے لئے بلند خوانی کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

قصّہ گوئی: دوران تدریس کہانی اور قصوں کو موثر انداز میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

مثالیں: چھوٹی چھوٹی مثالیں اور عام فہم حوالہ جات طلباء کی دلچسپی میں اضافے کا باعث ہوتی ہیں۔

ڈرامہ: ڈرامے میں سمعی وبصری دونوں وسائل کا امتزاج ہوتا ہے۔اس کے علاوہ ڈرامے میں مختلف فنون کا ملاپ بھی ہوتا ہے

کوئز: عام معلومات یا منتخب تدریسی مواد ہی سے چھوٹے چھوٹے سوالات تیار کئے جائیں اور طلبہ کی مختلف ٹولیاں بنا کر کوئز کا اہتمام کیا جائے تو طلباء میں خود بہ خود معلومات کو حاصل کرنے اور معلم سے استفادہ کرنے کا ذوق بڑھتا ہے۔اس سے انہیں سننے کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

سننے کی مشق:

۱۔مختلف آوازیں نکالتے ہوئے بچوں کو نشان دہی کے لئے کہیں۔مثلاً چڑیوں کی چہچہاہٹ، شیر کی آواز، بلّی کی آواز وغیرہ

۲۔چند الفاظ دئے جائیں اور ان میں مخصوص آواز کو پہچاننے کے لئے کہا جائے ،مثلاً درج ذیل الفاظ میں ان الفاظ کو پہچانئے۔جن میں 'م' کی آواز ہے۔

غم،سن،رزم،روشن،نرم۔۔۔کردار علم،فن،کمال،عادل،عام

۳۔ذخیرۂ الفاظ: الفاظ کی ضد معلوم کرتے ہوئے جیسے کمزور کی ضد معلوم کرنے کے لئے تین امکانی صورتیں دی جائیں۔(الف) طاقت ور (ب) بہادر (ج) عقلمند

ہم معنی لفظ بتلانا: جیسے معلم کا ہم معنی لفظ استاد

الفاظ کی جوڑیاں کسی مناسبت کے ساتھ تیار کی جائیں اوراسی طرح کی دوسری جوڑیوں کو منتخب کرنے کہا جائے۔

مثلاً (ا) گھر، والدین۔۔۔۔مدرسہ، اساتذہ

(اا) کمرۂ جماعت تعلیم۔۔۔میدان، کھیل۔۔۔بستر، نیند

جملے بنانا: درست جملے بنانے کے لئے طلباء کو مختلف مشقیں دی جاسکتی ہیں۔اسی طرح جملوں کی غلطیوں کو پہچاننے کی مشق بھی کرائی جاسکتی ہے۔الفاظ کی مناسب ترتیب کے ساتھ جملے سازی کی مشق وغیرہ مذکورہ بالا مشقوں کی مدد سے طلباء میں سننے کی صلاحیت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

۲۔ بولنا (گفتگو)

تمہید: انسانوں اور حیوانوں میں بنیادی فرق، بولنے کی صلاحیت اور سمجھنے کی صلاحیت ہی کا ہے۔سماج سے انسان کے تعلق کو قائم رکھنے میں اس کی رابطے کی صلاحیت نہایت کارآمد ہے۔تاریخ انسانی کی ابتدا ہی سے سماجی تعلقات اور روابط قائم رکھنے کا بہترین ذریعہ بولنے کی صلاحیت ہے۔اسی وصف کی بنیاد پر زبانیں اور بولیاں تشکیل پائیں اور آپسی رابطے کو مضبوط بنیادیں فراہم ہوئیں اسی وصف کا ذکر خالقِ کائنات نے قرآن میں سورہ بلد میں اس طرح کیا ہے ''کیا ہم نے اسے (انسان) کو دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دئے''؟ یہاں پر آنکھوں، زبان اور ہونٹ کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کہ ان سے انسان کے ظاہری حسن میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ یہ ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ انسان پر یہ بات واضح کردی جائے کہ آنکھ سے دیکھنے کا کام اور زبان وہونٹ سے بولنے کا کام لیا جاتا ہے۔

زبان کی صلاحیت کے فروغ کی چار بنیادی صلاحیتوں میں بولنا بھی شامل ہے۔سننے اور پڑھنے سے طلبہ خیالات کو اخذ کرتے ہیں اور بولنے اور لکھنے کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔گفتگو اور سننے کی صلاحیت سے تلفظ (الفاظ کی درست ادائیگی) اور صوتیاتی محاسن کی نشان دہی ہوتی ہے۔بولنے کی صلاحیت کا انحصار اچھی طرح سننے پر ہے۔

گفتگو کے آداب اور بہتر زبان کے استعمال کے لئے صرف والدین اور اساتذہ ہی ذمہ دار ہوتے ہیں لہذا گھر پر والدین اچھی زبان استعمال کریں اور اساتذہ مدرسے کے اوقات میں بچوں کی گفتگو پر توجہ رکھیں۔ اساتذہ نئی تحقیق کے مطابق ،طلباء کو قواعد کی تعلیم بھی گفتگو کے ذریعے دے سکتے ہیں۔

بولنے کی درج ذیل قسمیں ہیں۔

گفتگو، بیان ،تبصرہ (کسی بھی موضوع کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنا) کہنا،تقریر، لکچر، بحث ومباحثہ، مکالمہ، انٹرویو، گپ شپ وغیرہ۔

حسن کلام کی خصوصیات:

کلام کی کامیابی کے لئے اس میں صفائی اور سادگی کا ہونا ضروری ہے اسے ''حسنِ کلام'' بھی کہا جاتا ہے۔ حسنِ کلام کے لئے چند خصوصیات کا گفتگو میں رہنا ضروری ہے۔

۱۔ صاف اور صحیح تلفظ ۲۔ تاثیر کلام ۳۔ الفاظ کی مناسب ترتیب ۴۔ شیرین زبان ۵۔ موضوع کو واضح کرنے کی قابلیت ۶۔ آواز کا زیر و بم اور بلند آہنگی

اردو زبان کے مدرسین کو چاہئے کہ اردو حروف تہجی کے تلفظ کو اچھی طرح سمجھ کر مشق کر لیں خاص طور پر ا، ع اور ک ،ق، غ اور گ اور پھ اور ہ، ح، خ اور کھ، ذ اور ز وغیرہ کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ کبھی ذہنی ناپختگی، تتلاہٹ، ہکلاہٹ وغیرہ کی وجہ سے بھی تلفظ کی ادائیگی کی غلطیاں ہوتی ہیں۔ ان تلفظ کی غلطیوں کی اصلاح سے زبان میں کشش پیدا ہو جاتی ہے۔

طلباء کو آواز کے حسن وقُبح سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ سخت، نرم اور لچک دار آوازوں کا فرق انہیں بتایا جائے۔ آواز میں ہم آہنگی، مناسب رفتار، اتار اور چڑھاؤ سے کلام دلکش بنتا ہے۔

الفاظ کی مناسب ترتیب، کلام کو خوبصورت اور پُرکشش بنا دیتی ہے اور بے ترتیب کلام میں ذرہ برابر بھی جاذبیت نہیں ہوتی۔

مثلاً ''تندرستی ہزار نعمت ہے'' کو اگر یوں کہا جائے۔ ''ہزار نعمت تندرستی ہے'' تو کلام کی دلکشی ختم ہو جاتی ہے گو کہ مفہوم میں فرق نہیں پڑا۔ اس طرح الفاظ کی ادائیگی اور ترتیب کے ساتھ رموزِ اوقاف پر بھی توجہ دینی چاہئے۔ زبان کے

قواعد کی تدریس اور الفاظ کو مناسب ترتیب کے ساتھ ادا کرنے کی مشق بھی ہونی چاہئے۔

سلاست کے ساتھ جملوں کی ادائیگی، ہم معنی الفاظ اور مترادفات کا موثر استعمال، بات چیت کے وقت آواز کی یکسانیت اور حسب ضرورت جذبات کا موثر اظہار۔ زبان کو شیرینی عطا کرتا ہے۔

موضوع کو وضاحت کے ساتھ پیش کرنے سے کلام میں خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے اور سننے والے کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔

مقررین کے لئے آواز کا اتار چڑھاؤ نہایت اہم ہوتا ہے۔ اس سے جذبات کا اظہار ہوتا ہے اور جذبات۔ کلام کو تاثیر بخشتے ہیں۔ آواز کے اتار چڑھاؤ اور لہجے کی تبدیلی وغیرہ کی مشق کرائی جائے۔

درس و تدریس کی مہارتیں:

زبان کے معلم کے لئے ضروری ہے کہ وہ کلام کی تمام اقسام کو تدریسی مہارت کے طور پر استعمال کرے۔ جیسے گفتگو، بیان، تبصرہ وغیرہ۔ بچوں کو ڈرامے، مکالمے، بیان وغیرہ کے عملی مواقع فراہم کرنے چاہئے لیکن یہ سب کام ان کی عمر، ترقی کی سطح، موجودہ صلاحیت وغیرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے انجام دئے جائیں۔

تدریسی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی:

مختلف تدریسی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی کے وقت درج ذیل امور ذہن میں رہیں۔

۱۔ بچوں کی پسند و ناپسند ۲۔ پروگرام میں جدت و تنوع ۳۔ بچوں کے تجربات و مشاہدات سے مطابقت

۴۔ بولنے کے آداب کا لحاظ ۵۔ پروگرام میں جاذبیت و کشش

بات چیت کی تربیت میں درج ذیل سرگرمیوں کو شامل کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ بیان ۲۔ کہنا اور دیگر سرگرمیاں ۳۔ گفتگو ۴۔ کہانی کہنا ۵۔ ڈرامہ ۶۔ گانے

طلباء کو گفتگو سکھانے کے کئی طریقے بیان کئے گئے ہیں ان میں چند اہم طریقوں کو پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ فرضی کھیلوں کے ذریعے: چھوٹے بچوں کو فرضی کھیلوں سے بڑی دلچسپی ہوتی ہے اور بچے دوکان داری کے کھیل کھیلنا، گھروندے بنانا، گھوڑا ہنکانا وغیرہ بے شمار کھیل کھیلتے ہیں۔ اس قسم کے کھیلوں سے ابتدائی گفتگو کے اسباق میں مدد لی جا سکتی ہے۔

۲۔قصہ کہانیوں کے ذریعے: بچوں کو چھوٹی چھوٹی اور دلچسپ کہانیاں یا قصے سنائے جائیں اور پھر ان سے کہا جائے کہ وہی قصے کو وہ اپنی زبان میں دہرائیں۔اس طرح سے بچوں کی جھجک دور ہوگی اور انہیں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع بھی ملے گا۔

۳۔گیتوں یا نظموں کے ذریعے: گفتگو سکھانے کے لئے بچوں کے گیت اور نظمیں بڑی کارآمد ہوتی ہیں۔اس سے ان کے مخارج حروف اور تلفظ کی بھی مشق ہوتی ہے۔بچوں کی نظمیں سکھانے کا اولین مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچوں کا دل بہلے بولنے کی صلاحیت کو فروغ حاصل ہو۔آواز کا زیر و بم،لہجہ کی تبدیلی،رفتار،ٹھہراؤ،رموزِ اوقاف،ترتیب الفاظ،تسلسل ،جملہ بندی وغیرہ کی پیمائش کی جائے۔

قدر کی پیمائش کے لئے درج ذیل طریقے استعمال کئے جاسکتے ہیں

۱۔معلم چند الفاظ بولے یا ٹیپ پر سنوائے اور بعد میں طلباء کو انہیں دہرانے کے لئے کہے۔

۲۔معلم کوئی کہانی،قصہ،سبق کا پیراگراف سنائے اور بچوں کو دہرانے کے لئے کہے

۳۔خالی جگہوں میں مناسب الفاظ کو پُر کرنے کے لئے کہا جائے۔

۴۔تصاویر دکھا کر اس سے متعلق بیان یا کہانی سنانے کے لئے کہا جائے۔

۳۔پڑھنا (مطالعہ)

تمہید: اردو زبان کی مہارتوں میں پڑھنا (مطالعہ) تیسرا اہم مقام رکھتا ہے۔مطالعہ اکتساب کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ ''الفاظ کو دیکھنے اور پہچان کر پڑھنے کو مطالعہ کہتے ہیں''۔پڑھنے میں نظر،زبان،اور کان تینوں بہ یک وقت برابر اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔

مطالعہ علم حاصل کرنے کے لئے بے انتہا اہم ذریعہ ہے۔یہ دل کو سکون اور فرحت بخشتا ہے۔اس سے غور و فکر، تحقیق و تجسّس،اخلاق و شائستگی اور کردار سبھی پر اثر پڑھتا ہے۔زبان کی تعلیم مختلف حواس خمسہ کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے مگر پڑھنے میں آنکھ کی مرکزیت قائم رہتی ہے۔وقت اور مطالعے کے ساتھ ساتھ آنکھ اور الفاظ میں ایک رشتہ قائم ہوجاتا ہے۔مواد مطالعہ کی تشکیل میں کتابت،حروف کے سائز اور طباعت کے معیار کا بڑا اہم رول ہوتا ہے۔موادِ مطالعہ کا آنکھ سے ۳۰ سنٹی میٹر تک فاصلہ رکھنا مناسب ہوتا ہے ساتھ میں مناسب روشنی اور معقول نشست کا بھی انتظام ہو۔قدرتی

روشنی میں پڑھنا بہت اچھا ہوتا ہے۔

زبان کے استاد کا فرض ہے کہ وہ اپنے شاگردوں میں صحیح اور فکر انگیز مطالعہ کی عادت پیدا کرے۔اپنے شاگردوں میں بہ غور پڑھنے کی عادت ڈالے۔کتاب طالب علم کے معیار کے مطابق ہو اور دلچسپ بھی۔

مطالعہ کی قسمیں:

مطالعے کی دو قسمیں ہیں۔(۱) خاموش مطالعہ (۲) بلند خوانی یا بہ آواز بلند مطالعہ

خاموش مطالعہ:

خاموش مطالعہ کو دل ہی دل میں پڑھنا یا بے آواز پڑھنا بھی کہا جاتا ہے۔اس میں نگاہوں سے حروف کی شناخت کی جاتی ہے اور دماغ کے ذریعے مطلب و مفہوم کو اخذ کیا جاتا ہے۔خاموش مطالعہ کے ذریعے نہایت کم وقت میں درکار معلومات فراہم ہو جاتی ہیں حقائق واقعات اور معلومات کی بنیاد پر اپنے فہم کو استعمال کرتے ہوئے تصورات کو مزید وسعت دی جاسکتی ہے۔

طلبہ اگر ہجے اور تلفظ کی بنیادی مہارتوں پر عبور حاصل کرلیں اور بلند مطالعہ کی اچھی طرح مشق کرلیں تو ہی ان سے خاموش مطالعہ کروانا چاہئے ورنہ خاموش مطالعہ کے مقاصد حاصل نہیں ہونگے۔خاموش مطالعے کی اولین شرط یہ ہے کہ عبارت کو خاموشی کے ساتھ اور غور سے پڑھا جائے۔

خاموش مطالعہ اور بلند خوانی کی درمیانی منزل: ''زیر لب مطالعہ'' ہے جس میں ہونٹ ہلتے ہیں اور آواز دھیمی ہوتی ہے اور نظر تیزی سے کام کرتی ہے مثلاً قرآن کی زیر لب تلاوت۔

خاموش مطالعہ کے فوائد حسب ذیل ہیں:

۱۔وقت اور محنت کی بچت ہوتی ہے۔

۲۔مختلف سماجی انجمنوں مثلاً کتب خانہ، ریلوے اسٹیشن، کمرۂ جماعت وغیرہ میں موزوں ثابت ہوتا ہے۔

۳۔واقعات اور حادثات سے زیادہ تخیلی اور متجسس مواد کی صورت میں خاموش مطالعہ کامیاب رہتا ہے۔

خامیاں: خاموش مطالعہ کی سب سے بڑی خرابی خاموشی ہے اگر کوئی طالب علم کتاب کھول کر صرف اس پر نظر جمائے بیٹھا ہے تو یہ کہنا دشوار ہوگا کہ وہ خاموش مطالعہ میں مصروف ہے یا صرف کتاب کھولے بیٹھا ہے۔

بلند خوانی: بآواز بلند پڑھنے کو ''بلند خوانی'' یا بآواز بلند مطالعہ'' کہتے ہیں دوسرے الفاظ میں تحریری الفاظ کو آواز کے ساتھ ادا کرنا بلند خوانی کہلاتا ہے ۔بلند خوانی میں آنکھیں ،کان ،زبان اور دماغ کا بہ یک وقت استعمال ہوتا ہے۔جب کہ خاموش مطالعہ میں صرف آنکھوں اور دماغ کا۔

بلند خوانی میں تین فعل انجام پاتے ہیں:

الف)الفاظ کے مجموعہ کو نگاہوں سے اخذ کرنا

ب)ان کا مطلب اور مفہوم اخذ کرنا

ج)اسے بآواز بلند ادا کرنا۔

ایک معلم کو اس فن کے تمام رموز سے واقف رہنا چاہئے۔

بلند خوانی کے لئے حسب ذیل مہارتیں درکار ہیں:

۱۔ادائیگی۔ ۲۔آواز کا زیر و بم ۳۔اظہار

ان تینوں مہارتوں کو باری باری پختہ کرانے کی کوشش کی جائے۔

بلند خوانی میں درج ذیل امور کی ترقی ہونی چاہئے:

۱۔عام الفاظ کا صحیح اور صاف تلفظ ۲۔مرکب حروف والفاظ کا صحیح تلفظ

۳۔لفظوں کے مناسب گروپ بنا کر پڑھنا ۴۔معنی کے لحاظ سے الفاظ پر زور دینا

۵۔روانی کے ساتھ پڑھنا ۶۔رموزِ اوقاف کا خیال رکھنا

۷۔مناسب اور موزوں معنی اخذ کرنا ۸۔لطف اندوز ہونا

بلند خوانی کے فوائد: بلند خوانی کے ذریعہ سرمایۂ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے۔ادب کی بہتر تحسین کی جاسکتی ہے۔مختلف جذبات وتاثرات کا لہجے کی تبدیلی سے اظہار کیا جاسکتا ہے۔بلند خوانی سے مصنف یا شاعر کے خیالات کی عکاسی کی جاسکتی ہے۔طلبہ اپنی انفرادیت کو بلند خوانی کے ذریعہ اجاگر کر سکتے ہیں۔بلند خوانی میں قاری اور سامع دونوں محظوظ ہوتے ہیں۔

خامیاں: بلند خوانی کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں زیادہ وقت لگتا ہے۔محنت زیادہ ہوتی ہے۔اس میں دل اور

دماغ یکساں طور پر متوجہ نہیں رہتے۔ بچے صرف آنکھ اور زبان سے کام لیتے ہیں۔

مطالعے کی خامیاں اور ان کا علاج:

سلسلہ	مطالعہ کی خامیاں	وجوہات	علاج
۱۔	نامکمل اظہار الفاظ	نظر کی کمزوری محدود ذخیرۂ الفاظ، عدم توجہ	بینائی کے اضافے کے لئے علاج، ذخیرہ میں اضافے کی کوشش، توجہ کی مرکوزیت
۲۔	کمزور اظہار	نظر کی کمزوری، بٹی ہوئی توجہ، مضمون کا ادھورا علم	طبی علاج، علم میں اضافہ کی کوشش، توجہ کا ہونا
۳۔	غلط تلفظ	نظر کی کمزوری، پڑھنے کی غلطی، ادھورا تلفظ اور لاپرواہی	طبی علاج، بار بار پڑھنا اور دھیان دینا
۴۔	لفظ لفظ پڑھنا	مضمون پر محدود نظر، سیاق وسباق سے لاعلمی مطالعے کی غلط شروعات	حلقۂ نظر کو بڑھانا، سیاق وسباق کا علم حاصل کرنا پڑھنے کے طریقوں پر توجہ دینا
۵۔	الفاظ پر انگلی پھیرنا	مطالعے کی غلط شروعات، نظر کی کمزوری احساس کمتری، الفاظ کا سہارا لینا	آدابِ مطالعہ کا خیال، طبی علاج، جبراً صفحہ سے انگلی ہٹانا، اعتماد پیدا کرنا
۶۔	بعض الفاظ کو چھوڑ دینا	نظری کمزوری، لاپرواہی، عجلت، مواد کی خراب طباعت	طبی علاج، توجہ کی مرکوزیت، مناسب رفتار اور بہتر طباعت
۷۔	نہ لکھے ہوئے الفاظ پڑھنا	ذہنی خرابی، محدود ذخیرۂ الفاظ، بے توجہی	طبی علاج، ذخیرۂ الفاظ بڑھانا، اطمینان اور توجہ سے پڑھنا
۸۔	اوقاف کی غلطی	خیال کی کمزوری، رموزِ وقاف سے بے توجہی	قوتِ تخیل کو بڑھانا، اوقاف کا خیال رکھنا
۹۔	پڑھتے ہوئے اچانک رک جانا	شکستہ خط، غائب دماغی، شدید تکان	بہتر خط تحریر استعمال کرنا، حاضر دماغی تھوڑا سا آرام
۱۰۔	بے تاثر مطالعہ	بے سمجھے بوجھے پڑھنا، ظاہری طور پر عمل مطالعے میں مشغولیت	ڈوب کر پڑھنے کی عادت ڈالنا اور سمجھتے ہوئے پڑھنا

مطالعے کے تدریسی طریقے:

مطالعے کی اہمیت کے پیشِ نظر استاد کا فرض ہے کہ وہ مطالعہ کے لئے طلباء کی صحیح رہنمائی کرے اور ان کے اندر پائی جانے والی مطالعاتی کمیوں اور غلطیوں کی اصلاح کرے۔ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے استاد کو چند تدریسی طریقوں کو اپنانا پڑھتا ہے۔ پڑھنا سکھانے کے لئے مختلف تدریسی طریقے استعمال ہوتے ہیں جن میں حروفِ تہجی کا طریقہ، گروہی طریقہ، الفاظ کا طریقہ، کلماتی طریقہ، واقعاتی طریقہ، کہانی کا طریقہ اور سبق کا طریقہ خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

حروف تہجی کا طریقہ:

اس طریقے میں پہلے قلم کا استعمال ہوتا ہے پھر زبانی حروف کی ادئیگی، تمام حروفِ تہجی کو لکھ کر بتایا جاتا ہے اور ساتھ ہی بہ آواز بلند ان کو دہرایا بھی جاتا ہے۔ اس طرح حروف شناسی بھی ہوجاتی ہے اور پھر ان کی ادائیگی کے طریقے سے بھی بچے واقف ہوجاتے ہیں۔ مثلاً ا سے ی تک حروف لکھنا پھر ان کا تلفظ کرنا۔ دوسرے مرحلے میں حروفِ علت کو جوڑنا اور حروف کا ملانا سکھایا جاتا ہے۔ بچے کو اس میں اچھی طرح مشق کرنے کے بعد مرکب حروف سکھائے جاتے ہیں۔

گروہی طریقہ:

اس طریقہ میں یکساں شکل والے حروف کے گروہ تشکیل دئے جاتے ہیں۔ جیسے ب، پ، ت، ٹ کا گروہ۔ ج، ح، خ، چ کا گروہ وغیرہ اس سے بچے کو حروف کی شناخت میں آسانی ہوجاتی ہے۔ یہ حروف تہجی کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ اس میں الفاظ کی شکل اور بناوٹ کو اہمیت دی جاتی ہے۔ متعلقہ تصویروں کی مدد سے ہر حرف کا مطلب ترتیب وار سمجھا دیا جاتا ہے۔ مثلاً ج سے جانور۔ (کوئی جانور کی تصویر) پ سے پیر (پیر کی تصویر) وغیرہ۔ یہاں پر تصویر کا نام بہ آواز بلند لے کر اس کا تعلق حرف سے ظاہر کردیا جاتا ہے۔ اس طرح حرف اور اس سے متعلق بامعنی لفظ دونوں ہی طالب علم کے ذہن نشین ہوجاتے ہیں۔

پھر گروہوں میں پائے جانے والے مختلف حروف کے الفاظ بنائے جائیں مثلاً تب، تپ وغیرہ اس کے بعد حروفِ علت (ا، و، ہ) کو جوڑ کر الفاظ بنانے سکھائے جاتے ہیں۔ مثلاً پوت، بات، باٹ، باپ، بیت، پیٹ وغیرہ

اس طریقے کی کمزوری یہ ہے کہ اس میں زیادہ زور حروف شناسی پر دیا جاتا ہے۔ اور بچے معنی و مفہوم کم ہی سمجھ پاتے ہیں۔ جس سے بیزاری کا پیدا ہونا فطری ہے۔

لفظی طریقہ: اس طریقے میں بچوں کے جانے پہچانے الفاظ سے تدریس کا عمل شروع ہوتا ہے۔ یہاں پر مختلف حروف سے شروع ہونے والے الفاظ کے ساتھ ان سے متعلق تصویروں کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بلکہ سہولت کی خاطر ہر تصویر کے نیچے اس کا نام اور ہجے بھی لکھے جاتے ہیں۔ عموماً تصویروں کو بتانے کے لئے تختہ سیاہ پر ہاتھ سے تصویریں اتار دی جاتی ہیں۔ یا پھر چھپی ہوئی تصویروں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات تصویروں کو کارڈ پر کھینچ کر بچوں کو کارڈ دکھائے جاتے ہیں۔ پھر چھوٹے چھوٹے جملے بنانے کا عمل شروع کیا جاتا ہے۔ بچے کھیل کھیل میں تعلیم حاصل کر لیتے ہیں۔

اس طریقے میں چونکہ وہ الفاظ کو ایک ہی آواز میں ادا کرتا ہے اس لئے بچہ کو اس بات کا اندازہ نہیں ہوتا کہ اسے کس لفظ پر زیادہ زور دینا ہے اور کس پر کم۔ لہذا بچہ میں اُکتاہٹ یا عدم توجہی پیدا ہو سکتی ہے۔

کلماتی طریقہ:

مکمل جملوں پر مشتمل کارڈس یا واقعاتی تصاویر کا استعمال بچہ کو مفہوم اخذ کرنے میں معاون ہوتا ہے۔ اس طریقے میں معلم، گفتگو اور بات چیت کے ذریعہ بچوں سے مکمل جملے کہلاتا ہے۔ پہلے جملہ کی پہچان بتائی جاتی ہے س کے بعد علٰحدہ علٰحدہ الفاظ سے شناخت کرائی جاتی ہے۔ کھیل ہی کھیل میں بچے علم حاصل کر لیتے ہیں۔

اس طریقہ میں جملوں اور لفظوں کی پہچان تو اچھی طرح ہو جاتی ہے لیکن حروف شناسی میں بچے کمزور رہنے کی وجہ سے زبان کی اصل بنیاد مستحکم نہیں ہوتی۔ حروف اور الفاظ کے درمیان تعلق سے بھی بچے واقف نہیں ہو پاتے۔

واقعاتی طریقہ:

گذرے ہوئے واقعات میں سے کسی دلچسپ واقعے یا حادثہ کو منتخب کر کے اسے چھوٹے چھوٹے جملوں کے ذریعہ بیان کیا جاتا ہے۔ جملوں کی ترتیب اور پھر واقعہ کے تسلسل کی وجہ سے بچے مفہوم اخذ کر لیتے ہیں واقعات کو سنانے کے بعد الفاظ کا تجزیہ کر کے حروف کی شناخت بھی کرائی جاتی ہے۔

کہانی کا طریقہ:

بچے عموماً کہانیوں سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور ان میں گہری دلچسپی بھی لیتے ہیں۔ اس طریقے میں کسی واقعے

یا حادثے کو کہانی کے انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ لفظی طریقہ کی اصلاح شدہ شکل ہے۔ دو تین کہانیاں پڑھنے کے بعد، جملے الفاظ اور حروف کی شناخت کرائی جاتی ہے۔

سبق کا طریقہ:

اس میں بچوں کو ان کے نصاب سے منتخب کردہ سبق پڑھایا جاتا ہے۔ کسی بھی سبق کا آغاز کرتے وقت مختلف تدریسی امدادی وسائل مثلاً تصویر، چارٹ یا ماڈل وغیرہ کی مدد لی جاتی ہے۔ تصویروں کا استعمال موضوع کی وضاحت بھی کر دیتا ہے۔ بچوں سے سوالات کے ذریعے نئے الفاظ کا تعارف کرایا جاتا ہے۔ بچوں کو جملے بنانا کا تجربہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس دوران معلم رموز واوقاف، مطالعہ کے انداز اور الفاظ کی ادائیگی پر خصوصی توجہ رکھتا ہے۔ بچوں کے تلفظ پر بھی دھیان دیا جاتا ہے۔

مطالعہ (پڑھنا) ایک پیچیدہ عمل ہے۔ جس میں انسان کے مختلف اعضاء کا استعمال ہوتا ہے۔ خصوصاً آنکھوں اور زبان کا استعمال مطالعے میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ زبانی امتحان بڑی حد تک مطالعہ کی قدر کی پیائش کے مقاصد پورا کر دیتا ہے۔ معلوماتی کوئز کو ایک موثر طریقے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں مخصوص یا غیر مخصوص مواد کی بنیاد پر بچے کی معلومات کو چھوٹے چھوٹے سوالات کے ذریعہ جانچا جاتا ہے۔

لکھنا (تحریر)

تمہید:

مخصوص آوازوں کو تحریری روپ دینا'' لکھنے کا عمل کہلاتا ہے۔ اگر خیالات وجذبات کا اظہار نہ ہو تو تحریر بے کار ہو جاتی ہے۔ دراصل زبان کے دو روپ ہیں۔ بولنا اور لکھنا۔ ہم زبان سے گفتگو کرتے ہیں۔ اور قلم یعنی تحریر کے ذریعے سے اپنے دل کی بات صفحات پر ظاہر کرتے ہیں۔

تقریر کے ذریعہ بات صرف افراد کے محدود مجموعے تک پہنچ پاتی ہے لیکن تحریر کے ذریعے مواد کی عوام الناس کے بڑے طبقے تک ترسیل کی جاسکتی ہے۔ اور زیادہ عرصے تک محفوظ بھی رکھا جاسکتا ہے۔

تحریر ایک طرح کا فن یا ہنر ہے۔ تحریر لکھنے والے کی شخصیت کا پتہ چلتا ہے۔ سنی ہوئی بات کو یاد رکھنا مشکل کام ہے جب کہ لکھی ہوئی بات کو بار بار پڑھ کر یاد کر سکتے ہیں۔ ایک ادیب اور شاعر جس کے پاس الفاظ کا ذخیرہ ہے اور اظہار

کی موثر قوت ہے تو وہ اپنی تخلیقات کے ذریعے سماج میں نئی تحریکات پیدا کرسکتا ہے۔

تحریر رابطے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نہایت اہم نعمت ہے۔ جو انسان کو دی گئی ہے۔ اس اہم وصف کا ذکر بھی قرآن میں خاص طور سے کیا گیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وحی کا آغاز ہی قلم اور تحریر کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے کہا ہے۔ سورۃ علق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''پڑھو اور تمہارا رب بڑا بزرگی والا ہے، جس نے تمہیں قلم کے ذریعے علم سکھایا''

موجودہ دور میں انسان کے لئے کامیاب زندگی گذارنے کے لئے تحریر کا فن جاننا ضروری ہوگیا ہے۔ ضرورتیں، شکایتیں، درخواستیں پیش کرنے کے لئے تحریر کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اپنے قریبی دوستوں، رشتہ داروں اور دیگر افراد کو اپنے دل کی بات بتانے کے لئے خط لکھنا ہمیشہ ایک اہم ضرورت رہی ہے۔

ابتدا میں تو انسان ایک عرصے تک اپنے جذبات خیالات اور احساسات کا اظہار صرف زبان سے کرتا رہا۔ پہلے تصویروں کی صورتوں میں پھر حروف اور الفاظ کی شکل میں۔ اس طرح تحریر کی ابتدا ہوئی۔ اور مختلف زبانوں میں مختلف ممالک کے اندر مختلف رسم الخط کی بنیاد پڑی۔

تحریر کے چند زرین اصول:

عمدہ اور خوبصورت تحریر کے لئے درج ذیل زرین اصولوں کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

۱۔ لکھائی صاف ستھری ہو۔

۲۔ لکھائی میں املا یا ہجے کی غلطیاں نہ ہوں

۳۔ لکھائی کی ایک مخصوص رفتار ہو۔

۴۔ اندازِ تحریر خوب صورت ہو۔

۵۔ تحریر میں موثر اسلوب کو اپنانا چاہئے۔

۶۔ تحریر میں اعراب اور رموز اوقاف کی غلطیاں نہ ہوں

۷۔ تحریر کے حروف یکساں ہوں۔

۸۔ لفظوں کی شکل میں مناسبت، ہم آہنگی اور یکسانیت ہو۔

۹۔ بچوں کو پہلے حروفِ علت، پھر حروفِ صحیح اس کے بعد الفاظ، جملے اعراب، رموزِ اوقاف کا استعمال سکھائیں۔ اور پھر پیراگراف لکھنے دیا جائے۔

۱۰۔ بچوں کو پہلے حروف کا نمونہ دکھائیں، املی کے بیج، ریت اور مٹی پر انگلیوں کی مشق کرائیں، پھر تختی اور کاپی وغیرہ میں لکھنا شروع کرائیں۔

۱۱۔ نقل نویسی اور مشق کی کتاب کا استعمال کروایا جاسکتا ہے۔

۱۲۔ لکھنے کا مواد بھی طلبہ کی عمر اور درجہ اور ذہن کے عین مطابق ہو۔

تحریری قسمیں:

بچوں میں تحریری صلاحیت پیدا کرنے کے لئے متعلم استاد کو مختلف اقسام کی تحریروں کی خصوصیات سے واقف ہونا چاہئے۔ تحریر کی درج ذیل اقسام ہیں:

۱۔ جملہ بندی:

بچے اپنے دل کی بات چھوٹے چھوٹے جملوں میں بیان کرتے ہیں۔ بچوں کو ان جملوں کے لکھنے کی مشق کرانی چاہئے۔

۲۔ پیراگراف، لکھنا۔

ایک ہی خیال کو کئی جملوں میں لکھنا، ''پیرگراف لکھنا'' کہلاتا ہے۔

پیراگراف میں درج ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ (۱) مرکزی خیال (۲) اس خیال سے متعلق ضرور معلومات (۳) خیال کا پھیلاؤ (۴) تمام جملوں میں گہرا ربط و تعلق (۵) اختتامیہ

مضامین کہانیوں اور خطوط میں کئی پیراگراف ہوتے ہیں۔ لیکن ہر پیراگراف اپنی جگہ مکمل ہوتا ہے۔ چونکہ عموماً مرکزی خیال ایک ہی ہوتا ہے اس لئے تمام پیراگراف ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں۔ پیراگراف لکھنے میں خیال و جذبہ کے اظہار کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

۳۔ خلاصہ نگاری:

طویل عبارت کو سمجھ کر اس کو مختصر انداز میں پیش کرنا خلاصہ نگاری کہلاتا ہے۔ طلبہ کے لئے یہ ایک ضروری فن

ہے۔اس سے پڑھے ہوئے اسباق کو کم ازکم الفاظ میں بیان کرنے اور لکھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو پڑھائی میں سہولت مہیا کرتی ہے۔

۴۔کہانی نویسی:

کہانی ایک دلچسپ اور پُر لطف صنف ادب ہے۔کہانی کے تین اہم حصّے ہوتے ہیں۔کہنے والا، کردار اور اندازِ بیان

اچھی کہانی میں درج ذیل خصوصیات ہوتی ہیں۔

(۱) مناسب واقعہ کا مربوط بیاں (۲) منتخب کرداروں کی تصویر کشی (۳) ڈرامائی مکالمے (۴) موثر انداز بیان (۵) موضوع سے مناسبت رکھنے والا عنوان

۵۔مکالمہ نگاری:

دو یا دو سے زائد افراد کی بات چیت کو مکالمہ کہتے ہیں۔اس کا بنیادی عنصر مقصد بیان کرنا ہوتا ہے۔اس لئے مکالموں کا موضوع سے مناسبت رکھنا ضروری ہے۔

۶۔تشریح۔

کسی بات، خیال، قول، جملے یا شعر کے مفہوم کو واضح کرنا تشریح کہلاتا ہے۔اس میں خیال یا تصور کی وضاحت ہوتی ہے۔وضاحتِ خیال کی مشق سے بچوں کی قوتِ تخیل ترقی کرتی ہے۔

۷۔نظم نگاری:

خیالات کی منظّم اور مربوط پیش کش نظم کہلاتی ہے۔اس میں خیالات کو ایک لڑی میں پرو دیا جاتا ہے۔نظمیں مخصوص بحروں اور اوزان میں لکھی جاتی ہیں۔نظم کو مزید موثر بنانے کے لئے تشبیہ استعارہ اور ضائع بدائع کا بھی استعمال ہوتا ہے۔نظم کی مختلف اقسام ہیں۔مثلاً مرثیہ، قصیدہ، مدح، حمد، نعت، غزل، سہرا وغیرہ۔نظم وہی شخص لکھ سکتا ہے جس میں شعر کہنے کی فطری صلاحیت ہو۔طبیعت میں اپج ہو اور مہارتِ فن حاصل ہو۔

۸۔مضمون نویسی:

مضمون میں خیال کو منظّم طور پر ترتیب و تسلسل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے تین اجزا ہیں۔ (۱) آغاز

(۲)نقشِ مضمون (۳)اختتامیہ

مضمون کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱۔اس میں کسی خاص موضوع سے متعلق خیالات

۲۔مرکزی خیال کو دلائل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

۳۔موضوع سے متعلق اہم نکات کو پیراگراف کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

۴۔پیراگراف باطنی اور خارجی طور پر مربوط ومنسلک ہوتے ہیں۔

۵۔موضوع کی مناسبت سے اسلوب نگارش اختیار کیا جاتا ہے۔

۶۔عنوان۔مرکزی خیال کی ترجمانی کرتا ہے۔

مضمون کی مختلف قسمیں ہیں: مثلاً بیانیہ مضمون، حادثے یا واقعے کو بیان کرنا، سوانحی خاکے، آپ بیتی، مقام، شخص یا منظر کو بیان کرنا، سفرنامے وغیرہ مضامین کی ذیل میں آتے ہیں۔ بیان میں تسلسل، ترتیب اور زبان میں دل کشی ضروری ہے۔بعض مضامین منطقی انداز میں لکھے جاتے ہیں۔انہیں تجزیاتی مضامین کہتے ہیں۔بعض مضامیں ادب اور ادیب کے تعلق سے بحث ہوتی ہے۔یہ تنقیدی مضامین کہلاتے ہیں ۔کچھ مضامین ایسے ہوتے ہیں جن میں مختلف موضوعات پر ہلکے پھلکے انداز میں لکھا جاتا ہے وہ انشائیہ کہلاتے ہیں۔

۹۔خطوط نویسی:

انسانی زندگی میں خط ایک لازمی شئے ہے۔اس کے ذریعہ دور دراز کے دوستوں اور عزیزوں سے آدھی ملاقات ہوجاتی ہے۔جدید دور میں خطوط نویسی ای میل Email کی شکل میں بھی کی جاتی ہے۔نجی خطوط میں بے تکلفی ہوتی ہے اور کاروباری خطوط اور عریضے رسمی تکلفات کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔شادی، سالگرہ، تہوار وغیرہ پر لکھے جانے والے خطوط اور دعوت ناموں کا اپنا انداز ہوتا ہے۔خط کے دو اجزا ہوتے ہیں۔(۱)ہئیت (۲)مرکزی خیال۔

خط کی ہئیت میں مقام وتاریخ، القاب، نفسِ مضمون، اختتام اور نوٹ شامل ہیں۔

۱۰۔عریضہ نویسی:

کبھی کبھی افسروں، وزیروں اور دیگر عہدے داروں کے نام عریضے بھیجے جاتے ہیں۔ عریضے میں عام طور پر

شکایات یا مطالبات ہوتے ہیں۔ یہ عریضے عموماً سماجی زندگی کی بہتری کے لئے لکھے جاتے ہیں۔

۱۱۔روداد نویسی:

کسی ادارے کی کارکردگی یا کسی میٹنگ کی گفتگو کو تحریری انداز میں پیش کرنا روداد نویسی کہلاتا ہے۔عموماً اجلاسِ عام میں روداد پڑھی جاتی ہے۔روداد لکھنا بھی ایک فن ہے۔

۱۲۔خبریں: اخبارات میں شائع کرنے یا ٹی وی اور ریڈیو پر نشر کرنے کے لئے مختلف علاقوں سے واقعات، حادثات اور تقریبات کی تفصیلات بھیجی جاتی ہیں، انہیں خبریں کہتے ہیں۔اور خبریں بھیجنے والے افراد کو ''نامہ نگار'' کہتے ہیں۔کئی لائبریریوں اور اسکولوں میں تختہ سیاہ پر اہم خبریں لکھنے کا انتظام رہتا ہے۔

۱۳۔روزنامچہ:

روزمرہ کے ذاتی حالات وتاثرات لکھنے کو روزنامچہ کہتے ہیں۔روز ہم کوئی نہ کوئی کام کرتے ہیں۔ان کاموں کو روزنامچے میں لکھا جاتا ہے۔

پیمائشِ قدر:

تحریری امتحان میں تین قسم کے سوالات ہوتے ہیں۔

۱) طویل جواب دینے والے سوالات

۲) مختصر جواب دینے والے سوالات

۳) معروضی سوالات

طویل جوابی سوالات کے ذریعے خیالات کے ربط وتسلسل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔مختصر جوابی سوالات کے ذریعے بچوں کی تفہیمی اور اختصار نویسی کی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے اور معروضی سوالات کے ذریعے مخصوص جواب کو مخصوص الفاظ میں ادا کرنے کی صلاحیت کی پیمائش کی جاتی ہے۔سوال بناتے وقت سوال کی نوعیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے آسان زبان میں بچوں کے لسانی صلاحیت کے مطابق واضح سوالات بنانے چاہئیں۔

معروضی سوالات کا استعمال درج ذیل جانچ کے لئے کیا جاتا ہے۔

(۱) ذخیرۂ الفاظ (۲) مناسب الفاظ کے انتخاب کی صلاحیت۔(۳) مقررہ جواب مقررہ الفاظ میں دینے کی

صلاحیت (۴) الفاظ کے معنی ومفہوم کو سمجھنے کی صلاحیت ۵) الفاظ بنانے کا ہنر ۶) الفاظ کی قسموں، جنس، تعداد، حالت اور زمانے کے لحاظ سے الفاظ کو بدلنے کا علم ۷) جملے میں الفاظ کے باہمی تعلق کو سمجھنے کی صلاحیت

پیمائش قدر کی مدد سے ہی بچوں کو لکھنا سکھانے کے مقاصد کا کتنا حصول ممکن ہوا ہے اندازہ لگایا جاتا ہے۔

زبان کی مہارتوں میں باہمی ربط:

زبان کی بنیادی مہارتوں کو حاصل کرنے سے ہماری ترسیلی صلاحیت فروغ پاتی ہے۔ترسیل کو انگریزی میں Communication کہتے ہیں۔ترسیل سے مراد ایک فرد سے دوسرے فرد کی طرف آوازوں اور علامتوں کے ذریعے معنی ومفہوم کی منتقلی ہے۔

ترسیل دو طرح کی ہوتی ہے۔زبان کی ترسیل اور تحریری ترسیل

زبان کی ترسیل سننے اور گفتگو کے ذریعے انجام پاتی ہے اور تحریری ترسیل لکھنے اور پڑھنے کے ذریعے انجام پاتی ہے۔

ترسیل کی چند اہم شکلیں درج ذیل ہیں:

۱) آپسی گفتگو ۲) ٹیلی فونی گفتگو ۳) تقریر کرنا ۴) رول ادا کاری۔

۱۔آپسی گفتگو:۔ یہ ترسیل کی سب سے عام شکل ہے۔عام طور پر آپس میں ایک دوسرے سے گفتگو کے ذریعے ہی رابطہ رکھتے ہیں۔جب دو افراد باہم مصروفِ گفتگو ہوں تو یہ گفتگو کہلاتی ہے۔اس ضمن میں چند ضروری ہدایات درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ گفتگو مخاطب کی دلچسپی کے مطابق ہو۔ایسے موضوع پر بات چھیڑی جائے جس میں آپ اور آپ سے گفتگو کرنے والے فرد کی دلچسپی پائی جائے۔

۲۔ اپنی زبان الفاظ کے استعمال، آواز کے اتار چڑھاؤ اور لہجہ کا خاص طور پر خیال رکھئے۔

۳۔ غیر ضروری بحث اور طوالت سے ہمیشہ احتراز کیجئے۔

۴۔ تکیۂ کلام اور چند الفاظ کی بار بار تکرار سُننے والے کو گراں گذرتی ہے اس سے احتراز کیجئے۔

۲۔ٹیلی فون گفتگو: آج کے دور میں دو افراد کے درمیان رابطہ کا ایک اہم ذریعہ ٹیلی فونی گفتگو ہے۔یہ ایک سادہ، آسانی

سے دستیاب اور کم خرچ سہولت ہے۔لہٰذا اسے ترسیل کا ایک لا قیمت ذریعہ کہا جاتا ہے۔

۳۔تقریر کرنا: تقریر خیالات کے اظہار کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ایک معلم میں اس صلاحیت کا ہونا بہت ضروری ہے۔تقریر کرتے وقت اگر ہم اِن چند امور کا خیال رکھیں تو ایک اچھے مقرر بن سکتے ہیں۔

منصوبہ بندی: تقریر سے قبل مقرر کو اچھی طرح منصوبہ بندی کر لینا چاہئے کہ اسے کس موضوع پر تقریر کرنی ہے۔اور کونسے نکات پیش کرنے ہیں۔بہتر ہے کہ پہلے ہی تقریر کا ایک خاکہ تیار کر لیا جائے۔

۴۔رول اداکاری: رول اداکاری طلباء میں تخلیقی صلاحیت کو فروغ دیتی ہے طالب علم اپنے آپ کو ڈاکٹر،انجینر ،وکیل یا اپنا پسندیدہ اداکار اور کھلاڑی تصور کر لیتا ہے اور اسی کی نقل اتارتے ہوئے اس کے انداز میں مکالمے ادا کرتا ہے۔

بہ حیثیت معلم ہمیں مختلف رول ادا کرنے پڑتے ہیں جیسے رہنماء،کونسلر،فن کار،اتالیق (Mentor) مصالحت کنندہ (Negotiator) وغیرہ رول میں حصہ لے کر ہم اپنی ان صلاحیتوں کو فروغ دے سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا چار بنیادی مہارتوں کو ذیل کے نقشے سے سمجھا یا جا سکتا ہے

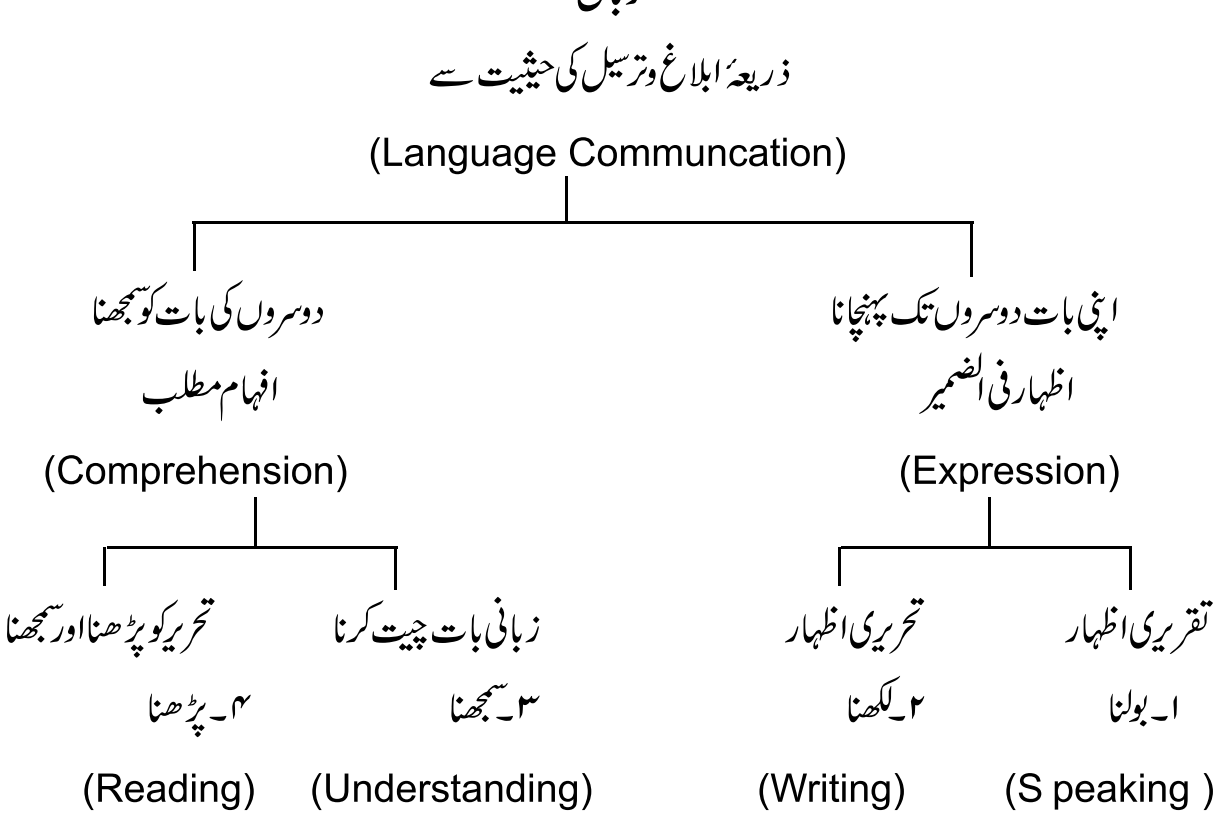

بہ غور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان چار بنیادی مہارتوں میں سے ہر ایک کئی مہارتوں کا مجموعہ ہے۔ جیسے:

(۱) بولنا۔۔۔۔۔۔۔(Speech)

(الف) تلفظ (Pronounciation)

(ب) لب ولہجہ (Intonation)

(ج) روانی (Facility)

(د) وضاحتِ مخارج (Clear Articulation)

(۲) لکھنا۔۔۔۔۔(Writing)

(الف) ہجّے (Spelling)

(ب) املا (Script)

(ج) اوقاف وعلامات کا صحیح استعمال (Correct Punctuation)

(ر) خوش خطی (Good writing)

(۳) سمجھنا۔۔۔۔ (Understanding)

(الف) صحیح سننا (Correct Auditory Habits)

(ب) صحیح تلفظ سے واقفیت (knowledge of Correct Pronunciation)

(۴) پڑھنا۔۔۔۔۔(Reading)

(الف) حرف شناسی (Recognition of letters)

(ب) تیز رفتاری سے پڑھنا (Reading with speed)

(ج) خاموش مطالعہ (Silent Reading)

(د) بلند خوانی (Reading Aloud)

زبان سیکھنے کے یہ چار مقاصد ''افادی مقاصد'' کہلاتے ہیں۔ چوں کہ مدارس میں زبان اور ادب ایک دوسرے

کے لئے لازم وملزوم ہوتے ہیں۔ جو چیز زبان کے نام سے پڑھائی جاتی ہے وہ ادب ہی ہے۔

مضمون نویسی

مضمون کیسے لکھیں: اردو زبان میں لکھنے سے پہلے مضمون نگار کے لئے چند خاص اصولوں پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

موضوع کا انتخاب: لکھنے سے پہلے موضوع کا انتخاب کرے اور پورے مضمون کا ایک مختصر خاکہ بنائے، یعنی موضوع کے متعلق یہ طے کرے کہ اس ضمن میں اس کو کیا لکھنا ہے۔ ابتدائی درمیانی اور آخری حصّہ کا جو خاکہ ذہن میں ہو تو اس کو لکھ لے اور موضوع سے متعلق جو مربوط اور اچھے جملے ذہن میں آئیں ان کو قلم بند کرے تاکہ لکھتے وقت ان کو مناسب جگہ پر چسپان کر سکے۔

عنوان: مضمون لکھتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہر مطلب کو مختصر سے مختصر الفاظ میں ادا کیا جائے۔ غیر ضروری باتوں سے پرہیز لازمی ہے، ورنہ مضمون میں دلچسپی نہ پیدا ہو سکے گی۔ اس طرح مضمون کا عنوان بھی مختصر ہونا چاہئے۔ بڑے عنوان موجودہ زمانے میں پسند نہیں کئے جاتے۔ مختصر عنوانات میں بڑی دل کشی ہوتی ہے۔ اس لئے مضمون نگار کو اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

تمہید: مضمون کا آغاز ایسے دلچسپ جملوں سے کیا جائے کہ جن سے پڑھنے والے کی طبیعت ابتدا ہی سے مضمون پڑھنے کی طرف مائل ہو سکے۔ اگر مضمون کا آغاز دلچسپ اور زوردار جملوں سے ہوا ہے تو یہ مضمون نگار کی کامیابی کی دلیل ہے۔ اس کے علاوہ خیالات کو دلنشین اور عمدہ انداز میں ظاہر کرنا چاہئے۔ الفاظ بھی موزوں ومناسب استعمال کئے جائیں۔ جملے سادہ اور چھوٹے ہوں اور غیر ضروری باتوں کا ذکر نہ کریں۔ مضمون کو دلچسپ بنانے کے لئے درمیاں میں جا بجا مختلف سرخیاں بھی قائم کر دی جائیں۔

معلومات اکٹھا کرنا: مضمون لکھنے سے پہلے اس بات کا اچھی طرح اندازہ کر لینا چاہئے کہ موضوع مقررہ کے متعلق معلومات کا ذخیرہ ذہن میں موجود ہے یا نہیں کیونکہ مضمون اسی وقت مکمل اور بہتر ہو سکتا ہے جب اس کے متعلق مکمل معلومات ہوں۔ عدم معلومات کی حالت میں کسی موضوع پر قلم اٹھانا بالکل مناسب نہیں۔ اس طرح نہ تو مضمون ہی جامع ہوگا اور نہ دوسرے اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

اخبارات کا مطالعہ کرتے وقت اگر کچھ ایسے مضامین اور جملے نظر آئیں جن سے مضمون میں مدد ملنے کا امکان ہو تو

ان اخبارات کے مخصوص اور مفید مطلب حصّوں کو کاٹ کر اخبار سے علحدہ کرلیں اور اس کو نوٹ بک کی صورت میں محفوظ رکھیں تا کہ مضمون لکھتے وقت ان سے مدد حاصل کی جا سکے۔

اسلوب بیان: مضمون نویسی کی روح دراصل ''اسلوب تحریر'' ہے اور اسی پر مضمون کی خوبی وخرابی اور پختگی وخامی کا انحصار ہے۔اس لئے اسلوب تحریر سادہ اور دلکش ہونا چاہئے۔مضمون نگار کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے لئے ایک اچھا اسلوب بیان اختیار کرلے۔اور اس میں ایسی جدّت اور خصوصیت پیدا کرنے کی کوشش کرے کہ جس سے پڑھنے والوں کو خود بخود اس کے مخصوص طرز اور اسلوب بیان کا اندازہ ہو جائے۔لوگ یہ معلوم کرلیں کہ یہ فلاں شخص کا مضمون ہے۔

اسلوب بیان کے سلسلے میں مضمون نگار کے لئے چند خاص اصولوں کا پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔

ا۔سب سے زیادہ اس بات کا خیال رکھنا کہ مضمون میں استعمال ہونے والے الفاظ چھوٹے چھوٹے ہوں اور لکھنے والے کا مطلب بغیر غور وتامل کے ظاہر ہو جائے۔

۲۔ جہاں تک ہو سکے اپنی ہی زبان کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔دوسری زبانوں کے الفاظ خواہ مخواہ نہ استعمال کرنا چاہئے۔اگر اپنی زبان کے الفاظ کسی مطلب کے ادا کرنے کے لئے کافی ہوں تو اسی وقت دوسری زبانوں سے مدد لینے میں کوئی خرابی نہیں۔مضمون میں اختصار کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے۔طویل مضامین نہ صرف غیر دلچسپ ہوتے ہیں بلکہ پڑھنے والے ان سے گھبراتے ہیں۔ہاں اتنا اختصار بھی مضر ہے جس سے مطالب واضح نہ ہو سکیں۔

۴۔کسی لفظ کو مضمون لکھنے کے دوران میں بار بار دہرانا کسی طرح مناسب نہیں۔اس سے مضمون غیر دلچسپ ہو جاتا ہے اور لکھنے والے کے سرمایۂ الفاظ کی کمی کا پتہ چل سکتا ہے۔

۵۔مضمون نگار کو اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ مضمون میں خیالات کا ربط قائم رہے۔جس بات کا ذکر ہو تمام جملے اسی کے متعلق ہوں۔ایک بات کو پورا کئے بغیر دوسری بات کا بیان کرنا مضمون کو بے ربط بنا دیتا ہے۔اور پڑھنے والوں کے لئے باعث تکلیف بن جاتا ہے۔

۶۔مضمون کے الفاظ موقع کے مناسب ہوں۔موثر اور رواں ہوں۔بھونڈے الفاظ اور الجھی ہوئی ترکیبوں سے بچنا چاہئے۔ایسے اچھے الفاظ تلاش کرنا ضروری ہیں کہ جو مفہوم کو فطری طریقہ پر ادا کریں تا کہ مضمون عام فہم ہو سکے۔

۷۔عام مضامین ایسی آسان وسادہ زبان میں لکھنا بہتر ہے، جسے ہر اوسط درجے کا پڑھا لکھا سمجھ سکے تا کہ زیادہ

سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھائیں۔ مشکل الفاظ اور پیچیدہ ترکیبوں والے مضامین صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ عام لوگوں کو اس میں بہت دشواری ہوتی ہے۔ ایسے محاورات اور کہاوتیں جو عام فہم نہ ہوں مضمون میں نہ ہونا بہتر ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اگر وہ مضمون خواص واہل علم کے لئے مخصوص ہے تو پھر مشکل الفاظ ومحاورات میں چنداں مضائقہ نہیں۔

۸۔ مضمون نگار کو کبھی پڑھنے والوں پر اس بات کا دباؤ نہ ڈالنا چاہئے کہ وہ اس کے خیالات کو قبول کرلیں اور نہ مختلف قسم کی پند ونصیحت کی تائید کرنا بہتر ہے۔ پڑھنے والوں کی رائے کو بھی مرعوب نہ کرنا چاہئے۔ اگر ایسا کیا گیا تو یہ مضمون نگار کی کمزوری وکم مائیگی کی دلیل ہوگا۔ کیونکہ مضمون اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ اگر ان خیالات میں کچھ صداقت ہوگی تو وہ خود پڑھنے والے کو متاثر کرلیں گے۔ ہمارا اصرار وتاکید الٹا اثر ڈالنے کا باعث ہوسکتا ہے۔

۹۔ مضمون نگار کو اپنا اسلوب تحریر درست کرنے کے لئے اپنے مضمون کو بار بار پڑھنا چاہئے تاکہ اس کی خوبیوں سے دل کو فرحت وانبساط کا احساس پیدا ہو۔ جو آئندہ اس کو اور بہتر اسلوب اختیار کرنے میں مدد دے سکتا ہے اور مضمون نگار ایک ایسی خوشی سے محظوظ بھی ہوتا ہے جو تنہا اسی کے لئے ہوتی ہے اور اسی کی قوت عقل وفکر کی پیداوار ہے۔

مذکورہ اصولوں کے علاوہ مضمون نگار کو اس حقیقت سے واقف ہونا چاہئے کہ عام لوگ ہمیشہ دلکش اور پُرکشش اسلوب بیاں کو پسند کرتے ہیں اور یہی چیز مضمون نگار کی قبولیت کی ضامن ہے۔

عمدہ اسلوب نگارش اختیار کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ قدیم وجدید مسلمہ انشاء پردازوں کی تحریریں ومضامین بار بار پڑھے جائیں، اردو میں اسلوب نگارش کے اعتبار سے مولانا آزاد، سرسید، مولانا شبلی، خواجہ حسن نظامی اور رشید احمد صدیقی کے مضامین کا مطالعہ مفید ہوگا۔ یہاں پر ایک مضمون بطور نمونہ دیا جارہا ہے۔

عورتوں کی تعلیم

تعلیم انسان کو اچھا شہری بناتی ہے۔ اُسے اس کی ذمہ داریوں اور حقوق سے آگاہ کراتی ہے۔ اس طرح تعلیم جہاں مردوں کے لئے ضروری ہے وہیں عورتوں کے سلسلے میں بھی تعلیم کی ضرورت اور اُس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا جس طرح مردوں کے لئے زندگی میں تعلیم کی اہمیت ہے۔ اسی طرح عورتوں کی تعلیم بھی نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ جسے کسی بھی صورت میں نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

مرد اور عورت ایک گاڑی کے دو پہیّوں کی طرح ہیں۔ اس طرح ایک پہیّہ بڑا اور ایک پہیّہ چھوٹا ہو تو گاڑی ٹھیک

طرح چل نہیں سکتی۔ اسی طرح زندگی کی گاڑی بھی ٹھیک طریقہ سے چل نہیں سکتی اور گھریلو نظام بگڑ جاتا ہے۔ سماج میں جہاں مردوں کی تعلیم کی وجہ سے برتری حاصل ہوجاتی ہے وہیں عورتیں اگر تعلیم سے محروم رہ جائیں تو زندگی کے ہر معاملے میں مردوں سے پیچھے رہ جاتی ہیں۔

اگر یہ سچ ہے کہ ماں کی گود بچے کی پہلی تربیت گاہ ہے تو یہ بھی ضروری ہے کہ ہر ماں تعلیم یافتہ اور پڑھی لکھی ہو یہ اسی وقت ممکن ہے جب ماں اپنے بچوں کی بہتر سے بہتر تربیت کر سکے اور زندگی کے مسائل اور اس کی ضرورتوں سے ان کو زیادہ سے زیادہ آگاہ کر سکے، تاکہ اس کی آغوش میں تربیت پانے والے آج کے بچے کل کے اچھے انسان بن کر ابھر سکیں۔ بعض لوگوں کا اعتراض ہے کہ عورت تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملازمت کے چکر میں پڑ جاتی ہے۔ اس کے اندر غرور اور احساس برتری پیدا ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے گھریلو سکون درہم برہم ہوجاتا ہے اور ملازمت کرنے والی عورت اپنے شوہر اور اپنی اولاد کی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتی۔

یہ ضروری نہیں کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد عورت ملازمت بھی ضرور کرے عورت کو میکہ اور سسرال کی شکل میں دو بہترین قلعے حاصل ہیں۔ ایک تعلیم یافتہ عورت اپنی سلیقہ مندی سے اپنے ان گھروں کو جنت کا نمونہ بنا سکتی ہے اگر کسی وجہ سے ان گھروں کے حالات خراب ہوجائیں اور معاشی تنگی پیدا ہوجائے تو ایک تعلیم یافتہ عورت سرکاری یا غیر سرکاری ملازمت اختیار کر کے اپنے ان گھروں کی گرتی ہوئی دیواروں کو سہارا دے سکتی ہے اور تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے اپنی گھریلو ذمہ داریوں کو بھی پوری طرح کامیابی کے ساتھ انجام دے سکتی ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عورتوں کو قرآن اور دینی تعلیم کی حد تک پڑھا دینا کافی ہے لیکن موجودہ ترقی یافتہ دور میں عورتوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی حساب اور وغیرہ کی تعلیم بھی نہایت ضروری ہے ورنہ یہ عورتیں نہ صحیح طریقہ پر گھر چلا سکیں گی اور نہ دودھ والے اور دھوبی تک کا حساب لکھ سکیں گی۔ اڈرس Address لکھنے کے لئے بھی دوسروں کی محتاج بن کر رہ جائیں گی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جدید زمانے میں عورتوں میں بے حیائی اور فیشن پرستی کی وبا پھیل جاتی ہے، لیکن یہ بھی ایک غلط خیال ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ بے حیائی اور فیشن پرستی تعلیم یافتہ عورتوں سے زیادہ جاہل اور ان پڑھ عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہے، جس کا تعلیم اور جہالت سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ چیزیں تو سارے معاشرے میں پھیلی ہوئی ہیں۔

ایک تعلیم یافتہ عورت نہ صرف اپنے گھر کے لئے بلکہ رشتہ داروں اور پاس پڑوس والوں کے لئے بھی رحمت ثابت ہوئی ہے۔وہ جانتی ہے کہ بڑوں، چھوٹوں اور رشتہ داروں کے حقوق کیا ہوتے ہیں؟ مسلمانوں کی آؤ بھگت اور خاطر تواضع کس طرح کی جاتی ہے۔ماں باپ، بہن بھائی، شوہر اور ساس سسر کے حقوق کیا ہوتے ہیں اور انہیں کس طرح خوش رکھا جاسکتا ہے۔گھریلو نظام کے چلانے میں اس کی تعلیم قدم قدم پر اس کی رہ نمائی کرتی ہے اور اسے صحیح راستہ دکھاتی ہے۔

آنحضور ﷺ کی زندگی میں بھی باقاعدہ عورتوں نے میدان جنگ میں پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کی ذمہ داریاں انجام دی ہیں۔اسی طرح موجودہ دور میں بھی نرسوں اور ڈاکٹروں کی شکل میں تعلیم یافتہ عورتوں کی ضرورت ہے۔آج کمپیوٹر کا میدان نہایت وسیع ہے۔عورتیں کمپوٹر کی تربیت حاصل کر کے گھر بیٹھے اپنی آمدنی کا ذریعہ بنا سکتی ہیں۔اور سماج کی خدمت بھی کرسکتی ہیں۔بقول اکبرالہ آبادی

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتون خانہ ہوں وہ سبھا کی پری نہ ہوں

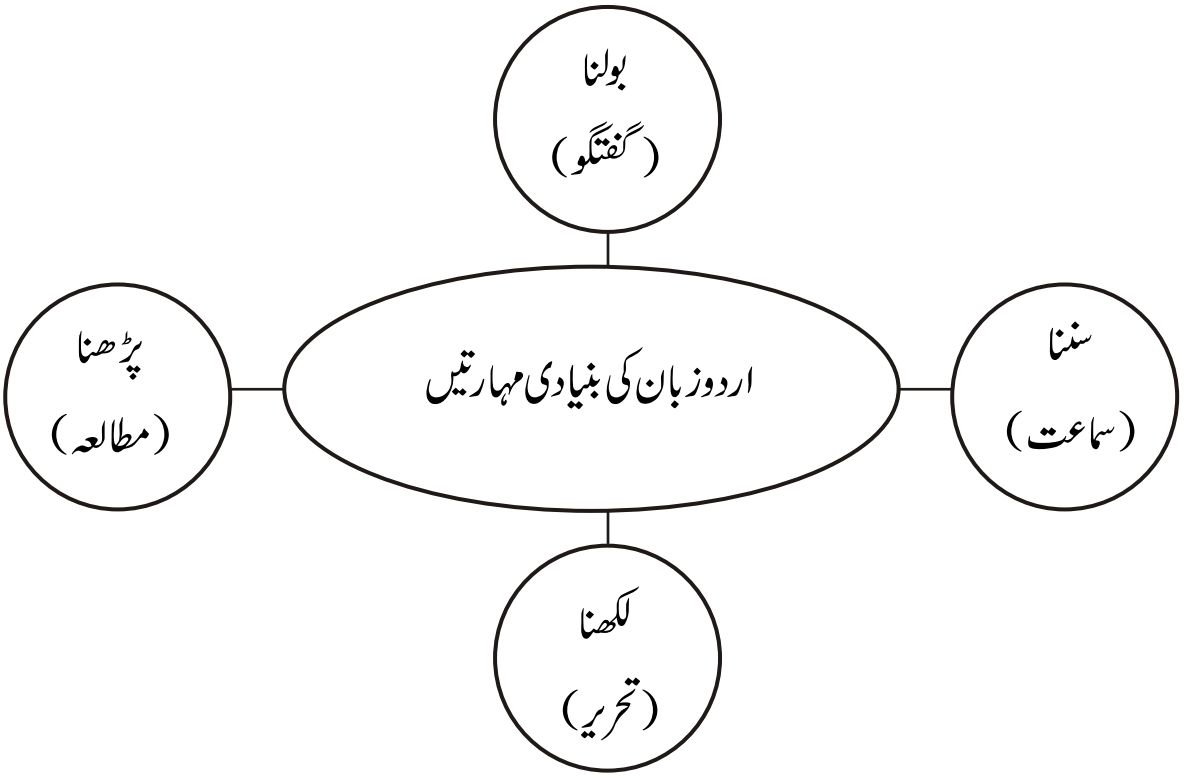

باب ۹ مبنی برعمل اکتساب

IX - Activity Based Learning

پہلے پہل یہ منصوبہ 23 ستمبر 2003 میں چینئی کارپوریشن کے زیرانتظام تیرہ ماڈل اسکولوں میں عمل میں لایا گیا۔ 2004-2005 کے ایک چوتھائی سال سے چینئی کارپورشن کے تمام پرائمری اسکولوں میں یہ طریقۂ عمل جاری ہوا ہے۔

عمل کے ذریعے سیکھنا ہی اس منصوبے کا مقصد ہے۔

عمل کے ذریعے سیکھنے کے مدارج:

1. تمام طلباء حصیر (چٹائی) پر بیٹھیں گے۔ متعلم استاد ان طلباء کے درمیان بیٹھیں گے۔
2. کم اونچائی کے تختہ سیاہ، دیواروں پر چسپاں ہوتے ہیں تاکہ طلباء کو لکھنے میں آسانی ہو۔
3. طلباء کی بنائی ہوئی تصویریں درجے میں باریک تار کے منڈوے پر نمائش کے طور پر لگائی جاتی ہیں۔
4. طلباء اپنی حاضری از خود بنانے کے لئے ان کے درج شدہ ناموں کے چارٹ فراہم کئے جاتے ہیں۔
5. موسمی حالات کی نشان دہی کے لئے ایک موسمی چارٹ ہوتا ہے۔
6. حفظانِ صحت اور صاف ستھرے رہنے کے لئے ایک چاک ہوتا ہے۔
7. لوگو (Logo) لگائے ہوئے ٹرے، الماری میں رکھے ہوتے ہیں۔
8. کٹھ پتلی بنانے کے لئے چلنی مٹی، چیانا کلے، (China Clay) جیسے نرم اشیاء مہیا کئے جاتے ہیں۔
9. طلباء کے مکمل حاصل شدہ طریقۂ عمل کے نشان کرنے کے چارٹ
10. سیڑھی کے چارٹ

11. حصیر پر مقررہ جماعت بیٹھے رہنے کے کارڈس ہوتے ہیں۔

بنیادی عمل سے سیکھنے کے امدادی اشیاء

1. نشانات کے لئے تصویروں کے کارڈس یعنی لوگو۔ ہر سبق کے لئے مختلف نشانات جیسے

تمل / اردو۔ جانور

انگریزی۔ سواریاں

حساب۔ پرندے

ماحولیاتی سائنس۔ کیڑے مکوڑے

سماجی سائنس۔ روشنی دینے والے اشیاء

2. درجے (کلاس) کے کارڈ کے کنارے مختلف رنگ دیئے جاتے ہیں۔

1. درجہ اوّل - سرخ (لال)
2. درجہ دوم - ہرا (سبز)
3. درجہ سوم - نیلا (اُودا)
4. درجہ چہارم - زرد (پیلا)

3. جماعت بندی کے لحاظ سے طلباء کی بیٹھک

بنیادی عمل کے ذریعے سیکھنے کے طریقے میں چھ حلقوں میں طلباء بٹھائے جاتے ہیں۔ ازخود سیکھنے کے کارڈ اٹھا کر اسپر لگے نشان کے مطابق حلقے میں شامل ہوتے ہیں۔

جماعت 1: شروع میں (نوآموز) طلباء کی ذمہ داری متعلم استاد پر منحصر ہے۔ (Preparatory Group)

جماعت2 : ایسی جماعت جسے مکمل طور پر استاد کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ Fully Teacher Supported group

جماعت3 : استاد کی جزوی امداد پر منحصر ہے۔ Partially Teacher Supported group

جماعت4 : خود مکمل طور پر خود مددگار جماعت ہے۔ Fully peer Supported group

جماعت5 : اپنے ساتھیوں کی جزوی امداد پر منحصر ہے Partially peer Teacher Supported group

جماعت6 : ازخود سیکھنے کی جماعت Self learning group

مبنی برعمل کے ذریعے سیکھنے کی تیاری

مدرسے میں طلباء کے داخلے کے بعد پہلے مرحلے میں سبق کے نشانات اور جماعت کے کارڈ کے رنگ سے متعلق متعلم استاد طلباء کو واقف کرانا چاہئے۔شروع کے چھ ہفتوں تک یہ عمل جاری رہے گا۔اس دوران جانور۔تمل/اردو کے لئے۔پرندے حساب کے لئے۔سواریاں انگریزی کے لئے اور کیڑے مکوڑے، ماحولیاتی سائنس اور روشنی دینے والے اشیاء۔سماجی سائنس کے لئے۔

کارڈ کے کنارے سرخ (لال) رنگ ہوتو۔درجہ اوّل

ہرا رنگ ہوتو درجہ دوّم اودا یا نیلا رنگ ہوتو درجہ سوم۔

زرد رنگ ہوتو درجہ چہارم

نوٹ: ہر ایک درجہ کے نشانات کے کارڈ کی فہرست متصور کرنا چاہئے۔

مبنی برعمل کی تعلیم کا آغاز:

درجہ اوّل میں ہر ایک سبق کے لئے ''0''صفر سیڑھی کے مطابق تعلیم دینا ہوگا۔اس میں پائے جانے والے نشانات یہ ہیں جیسے طلباء کا گفتگو کرنا، سُننا، ہاتھ کے انگلیوں کو حرکت میں لانا جو کھیل میں مددگار ثابت ہوتی

ہے۔وغیرہ

مثلاً : اردوزبان کےاسباق :۔

نشانات:

تارہ ناتھ : شکلیں کھینچنے کی ایک تختی

سیتا پھل : کمان کی شکل کھینچنا۔

پنسل : کھینچنااوررنگ بھرنا۔

مٹکا : ہاتھ اور ہاتھ کے انگلیوں کی ورزش (چکنی مٹی)

بڑ کا درخت: کھیل سکھا کرخوش کرانا۔

اُردوزبان کی تعلیم کے نشانات اورعمل کے متعلق بعد کے ملفوف حصّے کے کاغذ پر دیکھ کران نشانات کے عملی کارڈ کے ذریعے تعلیم مکمل کر سکتے ہیں۔صفر(0) سیڑھی کے عملی کارڈ مکمل کئے ہوئے طلباء سیڑھی کے پہلے درجے (Step) پر جاسکتے ہیں۔

ہرایک سیڑھی Ladder کے درجہ Step پرایک کے بعدایک نشان آتے رہتے ہیں ہرطالب علم نشان کے کارڈ دیکھ کراس کارڈ کی جماعت میں شامل ہوتا ہے۔

دوسری جماعت کے طلباء مکمل طور پر متعلم استاد کی مدد سے تیسری جماعت کے جزوی طور پر متعلم استاد کی مدد سے تیسری جماعت کے جزوی طور پر متعلم استاد کی مدد سے چوتھی جماعت میں رہنے والے طلباء اپنے ساتھیوں کی مکمل مدد سے پانچویں جماعت کے طلباء اپنے ساتھیوں کی جزوی مدد سے چھٹویں جماعت بغیر کسی مدد سے ازخود سیکھتے ہیں۔

مثلاً:۔دوسری سیڑھی کے نشانات پرعمل اور جماعت بندی دیکھی جاسکتی ہے۔

پہلی سیڑھی:۔خرگوش1، باگھ1، گائے1، ہرن1، مثلث1، 1←، ہاتھی1، اوربکری1 ہوتے ہیں۔

دوسری سیڑھی:۔ خرگوش2، باگھ2، گائے2، ہرن2، مثلث2، ←2، ہاتھی2، ہوتے ہیں۔

(1,2 کارڈ کے عدد ظاہر کرتے ہیں۔)

مثلاً:۔ سیڑھی۔ پہلا

تصویر کے کارڈ		جماعت کے عدد	
(Logo)	نظمیں،حرف کے ذریعے		
خرگوش1	لفظوں کی پہچان	2	متعلم استاد
باگھ 1	ماحول کی جان پہچان حاصل کرکے بات کریں	2	کی مکمل امداد
بیل 1 :	حرف کا ٹھیک تلفظ ادا کرنا	2	متعلم استاد کی
ہرن 1 :	حرف کی آواز اوراس کی پہچان	2	مکمل امداد
مثلث 1:	لفظوں کو پہچان کر چھوٹے تصویروں کے کارڈ جمع کرنا۔	4	ساتھی طلباء کی مکمل مدد
نیزہ 1 :	حرف کے لکھنے کا طریقہ،کہاں سے لکھنا شروع کرنا اور ختم کرنا	4	
ہاتھی 1 :	نئے لفظوں کی شناخت کرانا	3	ساتھی طلباء کی جزوی امداد
بکری 1:	لفظ اور جملے بنانا	6	از خود سیکھنا

(ہر جماعت کے لئے کون کونسے نشان کے کارڈ ہوتے ہیں۔اُن کو منسلک صفحہ پر ملاحظہ کریں۔اس طرح ہر

سیڑھی کے نشانات پر عمل کریں۔ 23 سیڑھی کے نشانات پار کئے ہوں تو یہ سمجھا جائے گا کہ زبان کا درجہ اوّل مکمل کرلیا ہے۔

ہر سیڑھی پر آگے بڑھنے کے دوران درجہ کے ''حاصل شدہ چارٹ'' پر متعلم استاد نشان کرتے ہیں۔جس سے طلباء کی ترقی کا اندازہ ہوتا ہے۔

گھر پر کرنے کی مشق اور از خود سیکھنے کے عمل کے ذریعہ متعلم استاد طلباء کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

ایک سبق کے نشانات کی واقفیت حاصل کئے ہوئے طلباء متعلم استاد کے ذریعے دوسرے سبق کی مبنی بر عمل تعلیم کی اکتساب سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔

مبنی بر عمل سے سیکھنے کے طریقے میں پیش آنے والی دشواریاں، طور وطریقے اور اس کو دور کرنے کے طریقے کی جانکاری حاصل کرنا ضروری ہے۔

<u>بعد کا منسلک حصّہ:</u>

1. نشانات اور کارڈ کے اعداد
2. زبان کے نشانات اور عمل
3. جماعت اور اُس جماعت میں شامل ہونے والے نشانات

درجہ کے لحاظ سے ABL کی قسمیں

1. درجہ :	درجہ اوّل	درجہ دوم	درجہ سوم
2. رنگ :	گہرا سرخ / لال	گہرا سبز رنگ / ہرا	گہرا، نیلا رنگ
3. سبق:	اردو	اردو	اردو
4. نشانات:	جانور	جانور	جانور

5. عام علامت:	7	7	—
6. مخصوص علامت:	13	13	13
7. سیڑھی کے درجے:	23	18	17
8. صلاحیت:	19	19	19
9. سیڑھی:	تنہا پنکھا	سورج گیند	سلسلہ دار سیڑھی
10. کارڈس :	316	142	168

اردو زبان سکھانے کے دوران استعمال ہونے والے نشانات

درجہ اوّل سے درجہ چہارم تک

عدد	شکل	شکل کا نام	عمل				
1		منہ	گانا اور بات کرنا				
2		تارہ ناتھ	لفظوں کی شکلیں کھینچنے کی تختی				
3		سیتا پھل	لفظوں کی لکیر کی شکلیں کھینچنے کی تختی				
4.		ڈبّہ	سیکھنے کے کارڈس رکھے ہوئے ڈبّے کا استعمال				
5		پنسل	تصویر بنانا اور رنگ سازی کرنا				
6		تصویروں کی ریل	ایک ہی قسم کے تصویروں کو سمجھ کر ایک کے بعد ایک ترتیب دینا				
7		لفظوں کی ریل	ایک ہی قسم کو سمجھ کر ایک کے بعد ایک ترتیب دینا				
8		کان	کہانی / قصّے سُننا				
9		مٹکی	ہاتھ اور ہاتھ کی انگلیوں کی بافت کی ورزش				

عدد	شکل	شکل کا نام	عمل				
10		کٹھ پتلی	پردے کے پیچھے کٹھ پتلی رکھ کر اس کے سایے کے ذریعے قصّے سنانا				
11		بڑ کا درخت	شوق بڑھانے کے لئے اندرونی اور بیرونی کھیل سکھانا				
12		خرگوش	گانے اور لفظوں کے ذریعے جانکاری حاصل کرنا				
13		ہرن	حروف کی آواز اور اس کی پہچان				
14		بیل	حروف کا ٹھیک تلفظ ادا کرنا				
15		ہاتھی	نئے لفظوں کی شناخت کرنا				
16		نیزہ	حروف کے شروع اور ختم کرنے کے طریقے کی جانکاری				
17		باگھ	ماحول سمجھ کر بات کرنا بحث کرنا اور سوچنے کے طریقے کی اہمیت				
18		ربڑ کا ہرن	ربڑ سے بنائے ہوئے حروفوں پر انگلی گھما کر شکلوں کی جانکاری				
19		گلہری	تصویر دکھا کر نام لکھنا سکھانا				
20		چوہے کا تاج	حروف کو ملا کر معنی دار لفظ بنانا اور لکھنا				
21		مثلث	کارڈس میں دئے ہوئے لفظوں کو رکھ کر تصویروں کے چھوٹے کارڈس جمع کرنا				